



اصول دینی کا علم اللہ تعالیٰ کا احسان
ہے اور یہی علم انسان کو ایمان و عمل کی
راہ دکھاتا ہے۔



انکارِ حدیث کے نتائج

————— قایت —————

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب مدظلہ العالی



ملک پبلشرز، لاہور

فصل اولہ فی التسمیۃ

پیش رو: مولانا محمد سرفراز خان صاحب مدظلہ العالی

﴿ جملہ حقوق بحق مکتبہ مصنف یہ سب سزاوارت محفوظ ہیں ﴾

طبع جمعہ اولیٰ ستمبر ۱۳۵۰ء

تمام کتاب	انوار حدیث کے گنج
معارف	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی
تقریر	ایک جز (۱۰۰۰)
طبع	کی دہائی پندرہ ۱۳۵۰ء
عز	مکتبہ مصنف پتہ گزٹنگر کوہر انوار
قیمت	پچیس روپے (۵۵۰۰)

﴿ ملنے کے پتے ﴾

۱۔ مکتبہ مصنف پتہ گزٹنگر کوہر انوار	۲۔ مکتبہ دارالہدایہ
۳۔ مکتبہ عثمانیہ جامعہ دارالعلوم دیوبند	۴۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور
۵۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور	۶۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور
۷۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور	۸۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور
۹۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور	۱۰۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور
۱۱۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور	۱۲۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور
۱۳۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور	۱۴۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور
۱۵۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور	۱۶۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور
۱۷۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور	۱۸۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور
۱۹۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور	۲۰۔ مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۳۹	عذاب قبر اور سوالی عذر وغیرہ	۴	سبب ایست
۴۰	من الحرات اور الخطبہ	۵	تاکید قرینہ
۴۱	ایصال ثواب داخل ہے	۶	قنوت اللہ
۴۲	قنوت قرآن پر سن عطا ہوتا ہے	۷	قنوت، کتاب و سن کا اثر
۴۳	عقرب کے قنوت میں اللہ	۸	اسرارِ حق کی ہدایت
۴۴	شیطان ہر آقا و رسول اللہ	۹	غفر اللہ عنہم و عنہن
۴۵	اللہ عز و جل فرشتہ رکبہ	۱۰	علم و انبیا علیہ السلام
۴۶	جناح علی اللہ علیہ السلام و کبریا	۱۱	اللہ عز و جل فرشتہ رکبہ
۴۷	اسرارِ حق کی کائنات ہے	۱۲	جناح علی اللہ علیہ السلام و کبریا
۴۸	تسبیح کا ناسیہ و عباد اللہ	۱۳	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا
۴۹	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا	۱۴	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا
۵۰	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا	۱۵	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا
۵۱	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا	۱۶	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا
۵۲	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا	۱۷	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا
۵۳	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا	۱۸	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا
۵۴	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا	۱۹	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا
۵۵	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا	۲۰	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا
۵۶	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا	۲۱	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا
۵۷	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا	۲۲	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا
۵۸	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا	۲۳	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا
۵۹	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا	۲۴	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا
۶۰	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا	۲۵	سبح اللہ علیہ السلام و کبریا

صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ
۱	۱۹	۱	۱۹
۲	۲۰	۲	۲۰
۳	۲۱	۳	۲۱
۴	۲۲	۴	۲۲
۵	۲۳	۵	۲۳
۶	۲۴	۶	۲۴
۷	۲۵	۷	۲۵
۸	۲۶	۸	۲۶
۹	۲۷	۹	۲۷
۱۰	۲۸	۱۰	۲۸
۱۱	۲۹	۱۱	۲۹
۱۲	۳۰	۱۲	۳۰
۱۳	۳۱	۱۳	۳۱
۱۴	۳۲	۱۴	۳۲
۱۵	۳۳	۱۵	۳۳
۱۶	۳۴	۱۶	۳۴
۱۷	۳۵	۱۷	۳۵
۱۸	۳۶	۱۸	۳۶
۱۹	۳۷	۱۹	۳۷
۲۰	۳۸	۲۰	۳۸
۲۱	۳۹	۲۱	۳۹
۲۲	۴۰	۲۲	۴۰
۲۳	۴۱	۲۳	۴۱
۲۴	۴۲	۲۴	۴۲
۲۵	۴۳	۲۵	۴۳
۲۶	۴۴	۲۶	۴۴
۲۷	۴۵	۲۷	۴۵
۲۸	۴۶	۲۸	۴۶
۲۹	۴۷	۲۹	۴۷
۳۰	۴۸	۳۰	۴۸
۳۱	۴۹	۳۱	۴۹
۳۲	۵۰	۳۲	۵۰
۳۳	۵۱	۳۳	۵۱
۳۴	۵۲	۳۴	۵۲
۳۵	۵۳	۳۵	۵۳
۳۶	۵۴	۳۶	۵۴
۳۷	۵۵	۳۷	۵۵
۳۸	۵۶	۳۸	۵۶
۳۹	۵۷	۳۹	۵۷
۴۰	۵۸	۴۰	۵۸
۴۱	۵۹	۴۱	۵۹
۴۲	۶۰	۴۲	۶۰
۴۳	۶۱	۴۳	۶۱
۴۴	۶۲	۴۴	۶۲
۴۵	۶۳	۴۵	۶۳
۴۶	۶۴	۴۶	۶۴
۴۷	۶۵	۴۷	۶۵
۴۸	۶۶	۴۸	۶۶
۴۹	۶۷	۴۹	۶۷
۵۰	۶۸	۵۰	۶۸
۵۱	۶۹	۵۱	۶۹
۵۲	۷۰	۵۲	۷۰
۵۳	۷۱	۵۳	۷۱
۵۴	۷۲	۵۴	۷۲
۵۵	۷۳	۵۵	۷۳
۵۶	۷۴	۵۶	۷۴
۵۷	۷۵	۵۷	۷۵
۵۸	۷۶	۵۸	۷۶
۵۹	۷۷	۵۹	۷۷
۶۰	۷۸	۶۰	۷۸
۶۱	۷۹	۶۱	۷۹
۶۲	۸۰	۶۲	۸۰
۶۳	۸۱	۶۳	۸۱
۶۴	۸۲	۶۴	۸۲
۶۵	۸۳	۶۵	۸۳
۶۶	۸۴	۶۶	۸۴
۶۷	۸۵	۶۷	۸۵
۶۸	۸۶	۶۸	۸۶
۶۹	۸۷	۶۹	۸۷
۷۰	۸۸	۷۰	۸۸
۷۱	۸۹	۷۱	۸۹
۷۲	۹۰	۷۲	۹۰
۷۳	۹۱	۷۳	۹۱
۷۴	۹۲	۷۴	۹۲
۷۵	۹۳	۷۵	۹۳
۷۶	۹۴	۷۶	۹۴
۷۷	۹۵	۷۷	۹۵
۷۸	۹۶	۷۸	۹۶
۷۹	۹۷	۷۹	۹۷
۸۰	۹۸	۸۰	۹۸
۸۱	۹۹	۸۱	۹۹
۸۲	۱۰۰	۸۲	۱۰۰

[illegible]

تذکرہ

[illegible]

جی کی شکل پر شش گنتے سے دینا کا سر ہے جی کے قرآن وحدیث پر عمل کرنے کے
 صحیح جذبہ کے کاروں اور توفیقوں، بکاہل اور بدکاروں کو حق سے وقت سے فرت
 صفت اور قدس فیضی و توفیق دہندہ جو نہ جوت ہے کہ اسی انوار حق میں بعض انہی
 تقدہ کی ہر پر کی ہیں کثرت نکات ہائے حق میں اور حدیث واسوۃ خیر کا سر سے فکر
 کیا ہوا ہے (امام زاداد)

تو ان پر اور دین سے بے ہر بات کہ قرآن اور احادیث پر لے لے لے لے لے
 یہ بات کہ انہا ہے کہ شش گنتے پر صوفیوں جو خلقت اور کمالیہ و باوری و باج
 کی جن مخلقتوں اور کاروں سے وہ توفیق ہے اور جس قدر فطرت میں اگر وہ شش و شکر
 کمر بستہ اور کج میں ہر وقت توفیق و توفیق کی جو ملک گشتیں ہیں پختہ ہیں اور
 صرف حدیثی اسرار و عبادت پر عمل کریم علی حدیث و اگر وہ ملک کے اسرار و توفیق
 غرار پر عمل پیر ہوئے ہیں کہ ہر ملک و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق
 ہے یہی اور وہ دین سے تعلق ہے تعلق ہے کہ

• شش گنتے ہی میں جس نے جو ملک کے ہندوئی ہستی و توفیق میں دیکھا ہے
 کیا یہ شش گنتے ہی میں جس نے شش گنتے کو متعدد فرقوں میں لکھنے لکھے
 کہ ان کی ہست کو یہ پند کر دیا ہے شش گنتے ہی میں جس نے جو ملک
 اور وہ اس کے عبادت میں دیکھا کہ اگر ملک و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق
 داخل ہونے کی اصل وہی شش گنتے ہی ہے شش گنتے ہی میں جس نے جو ملک
 جس نے وہی شش گنتے ہی میں دیکھا کہ توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق

دیکھا کہ توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق

چاہے کہ وہی شش گنتے ہی میں دیکھا کہ توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق
 و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق و توفیق

کو رنگ کی طرح ہڈی اور گھٹنی کی طرح کندھے کیوں وہ اس بے عظمت نظریہ کو
توقان کھڑے ہیں اور امت کے غلط احوال کے اصل سبب کو کہہ کر وہ صوفی قرآن
حضرت اور حقوق و مکافات سے بے پروا ہو جاتے ہیں اسے کمالی عقائد کے طور پر
پس پڑھتے اور اہل ہمارے اس کام کو گت نہیں دیتے۔ غصہ سا !

وہ کہیں غمگین اور غمگین ہے اس کا شک نہ کہ کہ جناب رسول کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ساری زندگی ایک صورتِ حق و حقیقتِ زندگی ہے جو
نوعِ انسانی کی اس روحانی اور فکری و کامیابی کی حقیقی راہ دکھانے کی گئی ہے جس نے
اس طرح حقیقی انسانیت کی زندگی کو اس کی جگہ پر گھیر کر اس کی حقیقی روحانیت کو دکھائی ہوئی
شخصیت پیش کی ہے جس سے دیگر ان امورِ غریب ہونے کے بعد انسان دنیا میں
رفتہ و چھپنے سے کام لے کر روحِ انسانی کو بچھڑے ہوئے قسمی سے اس کے خلاف
داخل ہو کر دھوکہ دے کر اس میں رہ کر اور اس کی شکل و صورت پر دھوکہ دے کر اس کی
اس کا ہرگز بھی سرور و منت نہ دے دے اور اس کے حقیقی بے انتہائی پر ہی منتج ہو کر رہا ہے
وقت و تلاش

علیہ السلام حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے ایک خاص موقع
پر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ
بے شک قرآن ہے ۔

لَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ حَتَّى تَغْتَسِلَ	ہم قرآن کی تلاوت کے لئے سونا سونے سے غسل
بِأَرْبَعَةِ مَوَاقِعَ مِنْ غُطَاةِ الْخُرَافِ	اور چھمکے اور چھمکے سے چھمکے
وَأَمَّا عَنْكَ اللَّهُ بِذَلِكَ اللَّهُ	اس طرح کے امور میں سے غفلت نہ
وَسَيَرَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّهُ عَزَّ	میں جنت میں ہے کہ وہ اپنے جنت میں لے گا
وَجَبَّحَ عَنْ غُلَامِهِمَا	چاہے کہ وہ جنت میں لے گا کہ جنت میں لے گا

آپ کے لیے حکم کو قرآن کریم کے سوا ہی کوئی حق اور صورت رکھنے
 میں اور یہ ایک دشمنانِ حقیقت ہے کہ جو کوئی حق مخصوص و قیدناں علی اور
 قرآن کریم کی تفسیر اور اس کی تشریح ہے اس کی تائید کر رہے ہیں۔

قرآن کریم میں خود انصاف و بہانہ پر عمل و عملی اور غیرہ اگر وہ تم کی طاقت
 اور شہن کا حکم ہوگا، اس کے لیے غرض سے شیخ کی گویا ہے اور یہاں گویا ہے کہ انت
 کے لیے آپ بہتر اور دینی چاہتے ہیں اور یہ ہے۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ تَطَوَّعَ نَفْسَهُ
 جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے
 (پیش قدمی کی)۔

نیز فرمادیا کہ۔

قُلْ مَنْ يَرْغِبْ فِي عَذَابٍ فَلْيَسِّرْ لَهُ سُبُلَ الْفِتَنِ
 اَلَّذِي فِيهَا عَذَابٌ عَظِيمٌ
 اَلَّذِي فِيهَا عَذَابٌ عَظِيمٌ
 اَلَّذِي فِيهَا عَذَابٌ عَظِيمٌ
 اَلَّذِي فِيهَا عَذَابٌ عَظِيمٌ
 اَلَّذِي فِيهَا عَذَابٌ عَظِيمٌ

اس کا ایک ترجمہ یہ ہے۔

قُلْ مَنْ يَرْغِبْ فِي عَذَابٍ فَلْيَسِّرْ لَهُ سُبُلَ الْفِتَنِ
 اَلَّذِي فِيهَا عَذَابٌ عَظِيمٌ
 اَلَّذِي فِيهَا عَذَابٌ عَظِيمٌ
 اَلَّذِي فِيهَا عَذَابٌ عَظِيمٌ
 اَلَّذِي فِيهَا عَذَابٌ عَظِيمٌ
 اَلَّذِي فِيهَا عَذَابٌ عَظِيمٌ

غرض کہ مجھے آپ کی کسی طرفی غرض سے اس طرح
 آپ کا اس طرح عرض ہے کہ اس کے لیے جو چیزیں تائید ہیں کہ وہ اس طرح ہیں۔
 غرض کہ اس طرح سے تائید ہے۔

فَلْيَسِّرْ لَهُ سُبُلَ الْفِتَنِ
 اَلَّذِي فِيهَا عَذَابٌ عَظِيمٌ

جس طرح قرآن کریم میں آپ کی طاقت اور طاقت کے لیے حکم
 قرآن کریم میں تائید ہے کہ اس کے لیے جو چیزیں تائید ہیں کہ وہ اس طرح ہیں۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي قَدْ خَلَقْتُكُمْ مِّنْ طِينٍ ۚ اَلَيْسَ كَذٰلِكَ جَعَلْتُمْۤ اَمْثَلًا وَّهٖٓ اَعْرَافٌ ۝۴۱
 اے کون سا ایسا لوگ! کہ جس نے تم کو لکڑی سے اور گھاس سے بنایا اور تم کو پھول پر بنا دیا اور
 شجرہ بنا کر سدا بہار کیا اور پھر اس کی جڑوں کے چپے چپے پر خوب لکھ دیا کہ چاند شمس
 صحرائے اُس سے آسودگی حاصل کی بخور دے اُس سے سیراب ہوئے چلتے ہوئے اُس
 سے مدد پائی اور وہ لوگوں کو اُس کی فیض بخشی نے محل و گھر سے نکل کر وہاں پر
 ۔ اُس سے سستی ہوئے ۔ یا اللہ! کھیر گھنے اُس سے کتاب فیض کیا ۔
 یہ سچ ہے اُس کی خوشی میں کہ اور دنیا اس کا گھیر بند دنیا کے تمام لوگوں کو ملتی
 خدا کی مخلوق کی اُس نے نہ نانی کہ اور کون کون دشت غلات کی دھیری
 کی ۔ اور اُن انسان کے سب دوس دلیلوں اور قسم کے اُمید و امید کو اللہ شفیق
 اور بخیر و شفا بخات

اگر چہ اسے سوتے قوم آیا !

اور کہ شوقِ سب سحر دیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت و ملامت صرف اُن انسان ہی
 کے لیے نہیں بلکہ پچھلے اُن سے پہلے کے لوگوں کی خدمت میں کہ آپ کی خدمت و ملامت
 کا قرار کہ آپ کی شہادت پر اُن میں سے ہر ایک شخص کی خوشنودی اور خدمت و ملامت
 کا قرار کریں ۔ اُن میں سے ہر ایک شخص کی خوشنودی اور خدمت و ملامت
 میں کہ اُس پر ایمان و اور پھر پھر اپنی قوم کو تبلیغ مگر قرآن و حدیث میں حضرت جبریل
 علیہ السلام کے حضور میں جنت میں شامل ہیں اور قرآن کریم میں واضح طور پر یہاں کیا گیا
 ہے کہ آپ کو تمام انسان کے لیے تفسیر بنا کر بھیجا گیا اور اُن کو اُن کے لیے تفسیر بنا کر
 اور خداوند سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ۔

عظیم اور معروف قوم کی نجاست کے لیے باہر قوم کی دنیا، مصلیٰ کے کسی شیشا کی نندہ بانگہ
تھے۔ اور حضرت ابولہیم علیہ السلام انھیں دقراہی کی آخر مثال تھے کہ انھوں نے اپنے
اکھٹے اور عزیز ترین محبوب جو گوند قدح کی خوشنوی اور خدا جی کے لیے اپنی طاقت
فدا کر دی تھی وہ اس کے حکم کی تعمیل میں کسی قسم کی کوتاہی اور کمزوری نہ دکھائی جس کی
بیک ادنیٰ اور معمولی سی غلطی ہم قتل کیجی ہو سب استطاعت ٹٹلاں گئے اور
سُتُt

حیرت انگیز عظیم کی خوشحیل کیوں کر طاقت میں

دغیب کا سب دل پیر نہ فرج کا سا کھتیرا ۔

حضرت رجب علیہ السلام صبر و خد کے پیکر تھے، خدا نے انہیں اکھ کے لیے
پیارے صبر کے سکروہ مضبوط پیر کی طرح اپنی جگہ بہت لمبے عرصے میں اپنی
کی لنگہ خدات میں کا ایک علی فرزند تھی مگر فرعون ہیچے ماہر اور مطلق طاقتور بادشاہ
کے سامنے ہندوں کے بادلوں کی طرح گتے اور صاعق آسمانی کی طرح کرکڑی جگہ
ڈال پڑتے تھے۔ حضرت رجب علیہ السلام کی صبر کا خدیت یادگار دہر میں کر پڑے
ہی دلوں کے اندر سے پیدائے برص کے سعد میں موت اور دگر اٹھ کر کھنڈ
جیشیل فرما کر عرش پر گئے۔ وہ اللہ ہی اللہ آسمانوں کے طرفان پر ہیں۔ دے
ہوئے ساحل شہ سے نکالتے تھے اور غریبی کو قریب نہیں گئے یادگار

نگو طاقت کے امیدور ہم ہیں

حضرت علیہ السلام کی محبت تک زندگی پاکدامن لوہا نروں کے
یہ اوصاف خدا کا ہے کہ انھوں نے برصاء عزیز کی تمام سنگھریں اور جیہ پیر
کی استخوان شکن پیروں کی ایک ایک کلاں کو سلاطین شرفوت پرستے پاس
پاش کر دیا۔

حضرت دائود اور حضرت یونس علیہ السلام کی شانہ و شانگی میں جیسے ذالی
 علی کہہ گئے سلطنت اور عبادت اللہ اور اللہ کے مخلوق خدا کے سامنے سر پڑ گئے
 اور اس طریقہ سے حال و احوال کے مطابق اس کی خدمت کا الحمد للہ خواہ مخواہ کیا۔
 حضرت یونس علیہ السلام کو قحط و قحط آفت آئندہ اور قحط کی ایک پوری کہانت
 تھی کہ نہنگی پھر سر پہنے کے لیے ایک جھوٹی بیانی نہیں بنائی اور نہ وہ اس کے دل کو ایسے
 کیوں سوچتے ہو کہ کیا کہہ گئے! خدا کی چیزوں کے لیے کاشٹکاری کون کر سکتا ہے؟
 اسی کے بارے میں خدا کی بات ہے؟۔ اے لوگو! تمہیں اس کی کیا فکر ہے اور
 تم کیوں سوچتے ہو کہ یہ کہہ گئے! جہنم کی آگ میں کوئی عیب و عیب پر شک و شبہ
 کیا اس کو نہ پہتا ہے؟

یہ تمام بزرگ اور قدس و تعالیٰ اپنے اپنے وقت پر شریعت و وحی کی تفسیر
 حضور کا صحیح طریقہ اسلام سب اُتار دیتے، رحمت پر پیش لیکن جہاں غیر رحمت اور
 ایمان و عبادت کی آخری دینیت کا تصور ہو جس کی انتقاد میں وہ ہر کسے کو ملنے والے ہیں
 ہیں مروت کو پہنچتے تھے۔ آسمان کے سلسلے میں وہی کے شوق میں ذلیل سے جہنم ہوا
 تھے۔ ان کے استہلال کے لیے ایل و جہاں خدا کو ملیں جیتے تھے۔ ان کی نگاہ
 سے اس کی سبزی کے محل کے چارہ کنگے ہیں نہیں بلکہ ہم خوب شاہان کیم کنگے
 ہم، غصہ پرانی اور عجز پرانی کے قہر والے غصہ پرانی کر کے آپ دعو میں دعو پر
 فری ہونے کے آواز سے گڑے اور ان کے لیے ایک عالمگیر سعادت اور ایک گمراہ
 رحمت کے کرکائی آپ کا دلو خدا میں رسالت کے تمام مہمان کی ایک
 خوشگوار عبادت، اخلاق حسنہ کی ایک دکان و عبادت اور ایک عالم کی
 مخلوق کا ایک پورا پورا نظام و عبادت پر جس کے لیے حضرت نوح علیہ السلام کی
 دعوئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفت و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سر و صورت

و خود طبع حکم کی متابعت حضور کوئی طبع حکم کی عزت حضور کوئی طبع حکم
 کا تحمل حضور کوئی طبع حکم کی عظمت حضور کوئی طبع حکم کی اکائش
 حضور کوئی طبع حکم کی عظمت اگر طبع حکم کو حضور کوئی طبع حکم کی عزت
 اہل کسبے کے ذہنی اور حضور کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم
 آپ کے ہر سرور میں مسئلہ کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم

میں طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم

آپ کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم

عقل کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم
 میں طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم
 طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم

آپ کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم
 جس کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم
 بال طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم
 سب کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم
 انکوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم

آپ کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم
 کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم
 آپ کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم
 ہر کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم
 اگر کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم
 کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم کوئی طبع حکم

اُسے سزا دینے پر آمادہ ہو کر اس کی سزا دینے کے لئے عدالت کے سامنے حاضری
 کی ایک ہی کونہ نہ ہوئی تھی۔ فراموش ہو گیا ہے۔ اور اگر ان کریم کے بعد ہادی تمام
 بیٹوں کا نام اور سزا دینے کے لئے عدالت کے سامنے حاضری
 اس کی یاد کر کے اس کی سزا دینے کے لئے عدالت کے سامنے حاضری
 فقیر انکار عدالت

میں نے اس کے بارے میں سوچا ہے کہ اس کے لئے کتنا بڑے میں وہاں ہی ہو رہی
 اور قیامت آئی ہو گی۔ لیکن فقیر انکار عدالت اپنی فریاد کا اور عدالت سے
 باقی ختموں سے ڈر کر اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں پاسا ہے لیکن اس وقت سے
 شہر و سرحد کی طرح اس کے بارے میں سوچا جا رہا ہے کہ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ
 نہیں ہو سکتا۔

اس عظیم ختم کے دست بڑے سے عدالت کے سامنے حاضری
 سے شہر و سرحد کی آخرت کا کوئی اہم فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ اگر ان کو ہم
 کی تشریف اور تشریف میں کچھ کہہ کر دیا جائے۔ اس وقت سے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ
 کر سکتا ہے۔ جس سے اس کا فیصلہ بدل چکا ہے، کچھ ہے۔

ستم پیش کو تیری کوئی پہنچا ہے چپے کا
 اگرچہ پہنچا ہی تھا ہے پہنچا کر دیکھو

عدالت کے سامنے سے کہ تقریباً اسی عدالت کے سامنے حاضری کر لیں
 کسی فیصلہ کے متعلق طور پر ثابت کیا جائے گا۔ سب درجہ عدالت کے سامنے
 اور عدالت کے سامنے حاضری کر لیں کریم کے بعد عدالت کے سامنے حاضری کر لیں
 عدالت کے سامنے حاضری کر لیں کریم کے بعد عدالت کے سامنے حاضری کر لیں
 حتیٰ کہ اس وقت تک کہ عدالت کے سامنے حاضری کر لیں کریم کے بعد عدالت کے سامنے حاضری کر لیں

کہ سنا ہے کہ حضرت نے اس واقعہ کی قسم اٹھائی جو صرف کہ بہرہ کسب
 کی آئی ہے اس واقعہ کا غلط فہمی ہے۔ اس کی کوئی شخص بھی عدل اور
 سچی ہے اور صرف یہی ہے جو صرف کا مطلب ہے اور قرآن کریم کو اپنی جدت اور فہم
 کی کڑی نواہت دیا کہ جو لوگ اسے (یعنی قرآن) چلا دیں صاحب کلمتے ہیں کہ
 کسی جگہ یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ قرآن کریم کے ساتھ کوئی ایسا شخص بھی رسول اللہ
 پر عدل ہوئی تھی وہی صورت یہ قرآن کریم کی صورتیں سے ثابت ہے شد
 ﴿مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ رَحْمَةً﴾ کو خود تعالیٰ نے انصاف سے منیٰ اور غیر
 وکم و کم پر کتاب میں بتائی کہ ہے اور شخص ہی مقتدا اور اگر کوئی شخص کسی مسئلہ
 میں قرآن کریم کے ساتھ کسی اور چیز سے دین اسلام میں حکم کرے گا تو وہ مطلقاً نجات
 ناکہ ہو گا کہ غلط فہمی ہے اس کے لئے اور جو شخص اس سے مطہر ہو گا وہ
 شرف اور صرف خداوند تعالیٰ کے حکم کے سوا ہے اور خاص کے مخالف اور
 متضاد ہو گا صرف خدا تعالیٰ ہی کا حکم ہے جو ہی اور رسول کی ذی بطن میں عدل اور جس سے
 ظہور کیا ہوا ہے اس کے صرف کے مطابق حکم کرنے والا تو ہرگز ہرگز کا غلط فہم اور
 فاسق نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس آیت خدا تعالیٰ کے رسول کے حکم کو ترک کر کے اور
 منع سے اعراض کر کے کوئی شخص بھی تمکین نہیں ہو سکا۔ وہ یقیناً اور قطعاً کافر اور
 مرتد ہے اور اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا دشمن ہو گا
 انہیں کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَكَ إِلَىٰ طُغْيَانٍ﴾

⑤ قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ دنیا میں ایک ہی حاکم کے ساتھ دینی اور دنیاوی
 کے جو تعلقات ہوتے ہیں وہاں تک کہ باطنی ہے کہ یہی ہے اور کوئی اس کو یقین
 دلائے کہ وہ ہر قسم کی کدھی جملہ دینی ہو جائے گی۔ اس واقعہ پر ہرگز کسی
 دینی دار میں باقی نہ کی جائے گا اور ان کی کوئی قسم کی دینی کام نہ لے گی

ہدیوں کا مدنی اور سبھی انبیاء و رسل علیہم السلام کہتے تھے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی تخصیص کی وجہ اس میں کیا ہوئی؟ پھر کیا وجہ ہے کہ جو حضرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے یہودی ہونے میں اور دیگر انبیاء کو ہم جنس و نظام کے مذکور نہ ہونے، حقیقت ہے
کہ جتنا اور جس قدر اللہ نام خدا علی قرآن کی روشنی میں دیکھتے قرآن کریم پر خدا کا ہے
اس کی نظیر عالم فانی کی باتیں تو یہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ قرآن مجید پر لکھتی
میں سب کے لئے ہے۔

⑭ اور یہاں ہم سے قرآن کی آگ بھڑکی ہے۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ یہاں
اور یہاں کی آیتیں پڑھنے سے ضروری ہے کہ کوئی آیت پڑھی لکھ کر وہی مدح
سے قرآن ہی قوم قرار ہے۔ وہی آیت میں حضرت داؤد علیہ السلام سے ان کی قوم کے ہاں
طلب کیا تھا کہ ان کے فرما کر فطرت معنیہ بن گئی۔ الحمد للہ پلاستی ما سب کے
اس سے ضروری ہے کہ آپ اپنی جماعت کو ہر ایک طرف سے ہادیں، چنانچہ وہاں
پہنچے تو دیکھا کہ وہاں چٹھے بہت تھے، مگر وہ راسل نہ کیا کہ جب اس قوم کو ہر دس سال
تک وہاں عیب سے نکلنا ہی ضروری تھا تو پھر ان کے لیے یہاں کی طرف غلے کا کیا
سوال؟ مگر ان کو اس سے بڑھ کر کسی صاحبِ عقل کی جماعت کا کیا سوال؟ وہ تو اس کے
تخلوات تو اپنی ہر اہل مدح میں۔ اور عیب بھی نہ ملے کہ قرآن کی آگ تو ہم انبیاء کو ہم
کے خدمت دشمنوں کے ہر اہل حق پر فطرت کیا کیا رکھتی ہے؟ اور ان کے فطرت معنیہ
ہو کر عیسیٰ کی تخصیص کیا وجہ ہے؟ اور جب ان کی قرآن کی آگ فطرت پر ان کی حق تو وہ
لک ان کے دین کو قبول کیسے کہ ہوں گے دیکھ کر کہہ کر ان کو کسی نبی کے ساتھ نہ ہیں
فطرت پر حضرت داؤد علیہ السلام کی پائی کہہ کر ان کو ان کے عیب سے
جہت کہہ کے تک نام جانے کی کیا ضرورت؟ عیب میں ہوئی۔ اور کیا یہاں وہاں
کی طرف صرف حضرت داؤد علیہ السلام ہی جہت ہوتے تھے۔

ہر روز شکر و شکر کہ اس روز بھی عقل و فکر سے نکل کر تیرے دل پہ لکھ کر
 میری دل سے تیرے دل سے تیرے دل سے تیرے دل سے تیرے دل سے تیرے دل سے
 اس کے کہ جس پہل پہل سے پہل پہل سے پہل پہل سے پہل پہل سے پہل پہل سے
 دلت۔ تو تیرے دل سے تیرے دل سے تیرے دل سے تیرے دل سے تیرے دل سے
 غلت میری دل سے تیرے دل سے تیرے دل سے تیرے دل سے تیرے دل سے

میں نے وہاں سے اس کی طرف لڑکے
دوڑیں وہاں سے بھاگے اور

المجلس

قریباً پوری اس کا ایک لاکھ کہ انصاف علیٰ مشورۃ کا لفظ ہے اس کہ
 وہ انصاف ہے جو کسی اور جسم کو اس کی اس شکل میں انصاف میں مشورۃ کی تہ
 اور انصاف کو ان سے مشورۃ کے اس شکل میں ہے ایک اور مشورۃ کی
 ہے۔ انصاف علیٰ مشورۃ کہ انصاف کی تہ اس کے اس وقت تک
 ہم مشورۃ ہی کہتے ہیں کہ یہ ہے کہ مشورۃ کی تہ اس کے اس وقت تک
 انصاف علیٰ مشورۃ ہے۔ انصاف علیٰ مشورۃ کہ انصاف علیٰ مشورۃ
 ہے اس کا ایک لاکھ ہے۔ انصاف علیٰ مشورۃ کہ انصاف علیٰ مشورۃ
 کہ انصاف علیٰ مشورۃ ہے۔

حضرت کریمؐ سے ملو یہاں ہے جگہ سے لپٹو جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے
 یہاں ہے اس سے قرآن مجید کی تعلیم ملے جو در علم و معرفت ہے
 انوشیروان کی بات کا بھروسہ ہے کہ تم سب کی جگہ غفلت
 اگر کر لو گی یہی حال کہ یہاں ہے وہ جگہ نہ ملے گی
 اگر تم یہ کہو کہ یہی جگہ ہے تو اس جگہ سے تم سب کی

وہاں کی جماعت میں لوگوں کو کامل نہیں ہے۔ اور جناب تہذیب صاحب دنیو کو اپنے
 اہل کے فخر پر ہیں یہی سب سے بڑا سوال ہے کہ وہ لوگ ہی تاریکی گنہگار ہیں جو میں یہ لکھا
 ہے کہ سید القسطنطینی حسن طرہ مائری اس میں یہ ایک مخصوص وقت نہیں بلکہ اس سے
 حقیقی طرہ پر مائری طرہ عزت کی منتقلی ہے؛ اور یہ بدنگار میں وہ لکھا ہی طرہ اس
 لکھی اس میں نہیں ہے بحث معروف اس سے ہے کہ قرآن کریم اور صحیح سند پر لکھی گئی
 کے یہاں میں جس سید القسطنطینی کا ذکر ہے کہ وہ حقیقی طرہ پر ایک مخصوص وقت میں
 ہے۔ ۱۔ ہے اور تیسرا ہے !

لیکن اہم صاحب کو سورج جہاں کے انکار کی کچھ نہیں لکھی ہے کہ وہ سورج
 میں راجع شدہ مائریوں اور اہل کی سید و قریبات کو ہی جہاں سے برگزینیوں لکھے ہوئے
 سورج جہاں کے انکار کے تمام شے ہوئے کہ یہ لکھی اور اس کے نامانی تیسرے لکھے
 ہیں تیسرے کی کہ دشواری میں آتی ہے۔ بلکہ میں ہانچے گا اس بے سوزی اور اس سے کہ
 مائری ہوئے ہے؛ اور اہل سے بعد یہ ہانچے ہوئے کب مل سکتی ہے۔

حق کیا کہے گا سید زندگی و دہاں !

جس کو شہر خاص و کامل نہیں ملے !

۵۔ معجزات

قرآن کریم اور صحیح سند و قریبات کا اس پر اتفاق رہا ہے کہ ان کے
 نے انصورت میں ان کے طریقہ کہ وہ ان کو ان کے قریب کے سورج کے سورج ہے اور ان کے انصورت
 معجزات معجزات تھے۔ سورج و قریب ان کے سورج و قریب میں یہ ان کا کیا ہے۔
 سورج جہاں کے ثابت ہے سورج و قریب کا سورج کے سورج و قریب میں یہ ان کا کیا ہے۔
 کریم ان کے سورج و قریب ان کے سورج و قریب ان کے سورج و قریب ان کے سورج و قریب
 ان کے سورج و قریب ان کے سورج و قریب ان کے سورج و قریب ان کے سورج و قریب

کی نسبت سے وہ اللہ کی حمد و ثناء کی سب سے بڑی جہت بن گیا ہے۔
نہایت فراموشی والا۔

نفس و ناکارہ تھا، تمہارے لیے ایک عجیب و غریب طرح کی مشق تھی کہ
و تم کو ایک ہی جتنی جوڑ دلائی، کیا یہ سب صرف کے لیے کی کہ جتنی
ہی، کہ اس نے انصاف علیٰ مشرق و مغرب و تم کا جتنی جہت کا ہندو تھی
اس جہت میں جس کہ اس کے لیے انصاف علیٰ مشرق و مغرب و تم کی جہت
اس سب سے بڑی جہت تھی کہ وہ نہایت قدر و منزلت کے لیے تھا جس سے سب
عورتوں میں اس کی عظمت ہو جاتی تھی، جو وہ اپنے صریح کے لیے تھی، جس
کا کوئی قدر نہ تھا، یہ وہ وہی تھا جس سے وہ تھا، تم سب اس کی جہت کے
و تم کو اس کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت
پہننے کے لیے اس کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت۔

و جس میں اس کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت
و اس کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت۔

فراموشی کر رہی تھی، اس کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت
نہایت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت
نہایت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت
جس میں اس کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت
کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت
کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت
جو وہ اس کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت
جس میں اس کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت کی جہت

ہیں البتہ اس کے ساتھ مشاغل اور امور کی اطلاع بھی ضروری ہے بشرطیکہ وہ
خدا و خدا رس کے رسول کی اطلاع بھی گھڑیوں میں اور ان کی اطلاع رسول کی تسبیح
مستقل نہیں اور نہ واجب عفو اولیٰ الخلفیٰ منکھ الخلفیٰ مبداء) بکروہ سابقہ صحت کے
ضمیمہ میں مذکور ہے۔ اہل خود و گروہ ٹکھان ہیں مذکور۔ وہ ہیں تو مشاغل ان کی اطلاع
اس کے رسول پر حق کی اطلاع سے پر گشتہ ہیں تو پھر ان کی اطلاع کا رجسٹر
سے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ﴿فَمَا أَتَىٰ الْبَشَرُ مِنْ مَكْرِيَةٍ﴾ الخلفیٰ۔ یہ کہہ ٹکھان
کا نظریہ غیب آپ اکرم صاحب کا مؤید و ملحد کریں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ وہ
قرآن میں جہاں جہاں اللہ و رسول کی اطلاع کا حکم دیا گیا ہے اس سے
مذکور نام وقت اور مرکز حرکت کی اطلاع ہے۔ جب تک کہ رسولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آیت میں موجود تھے ان کی اطلاع اللہ و رسول کی اطلاع تھی اور آیت پیش
آپ ہی کی آیت ہے گی۔ کیونکہ آپ کے لیے یہ بیان دیا ہے، اور آپ کے بعد آپ کے
زندہ یا مشیدوں کی اطلاع اللہ و رسول کی اطلاع ہوگی اور اطلاع عربی
میں کہتے ہیں اللہ کی طرف سے رسول کی اطلاع ہے ہرگز نہیں ہے کہ ان
کے بعد جو کوئی ان کے نام سے کہے کہتے، ہم اس کی تعیین کرنے لگیں، والا۔

(مقام حدیث جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۱)

اکرم صاحب کے اس مفسر و مفسر نظریہ میں چند امور سے کام ہے۔ اولاً
اس سے کہ کیا غرض کو وقت اور مرکز حرکت کا نام وقت اور مرکز حرکت کا نام نہیں
آتا تھا اس نے نام وقت اور مرکز حرکت کی اطلاع کے لیے ﴿لَا يُخْبِرُكَ اللَّهُ وَخَبَرُكَ﴾
الخلفیٰ سے تعبیر کیوں اختیار کی ہے؟ یا اس کا اس کا خوف تھا کہ چاہے تو گاہ نام
وقت اور مرکز حرکت کی اطلاع نہیں کریں گے اس سے بہت اس تعبیر کے ان
کو خدا و رسول کی اطلاع کی تعبیر میں بخیر و شر و گاہی اللہ و رسول اور خداوندی کام

میں پہلے تھے۔ رسول اللہ ﷺ و انبیاء اگر خدا اور رسول کی اطاعت سے اہم وقت اور مرکزِ وقت کی اطاعت مراد ہے تو وہی اہم وقت و اہم مرکزِ وقت کی نسبت حقیر کہ کیا خصوصیت و تفریق اس کی دیگر اہم وقت اور مرکزِ وقت کی اطاعت کا ضرور اثر پہنچتا ہے؟ یا پہنچتا ہے؟ اختلاف سے یہ امر گہرا ہے۔ پھر اولیٰ و ثانیہ پہنچتا ہے اگر خدا اور رسول کی اطاعت اول و ثانیہ ہے؟ یا آگاہ بہت تر اہم سبب پر ہی ملتی نہ ہوگی کہ خلافتِ راشدہ کے بعد وہ کسی بڑی اہم وقت اور مرکزِ وقت تھا جس کی اطاعت ممکن نہ ہو نہ نہم تھی۔ اس کی اطاعت کے ممکن خدا اور رسول کی اطاعت کے حکم سے ملتا ہوا ہے۔ کیا خلافتِ راشدہ کے بعد تمام ممکنات کی ساری زندگی خدا اور رسول کی اطاعت کے تحت گئی ہے؟ یا نہ تھا اگر اطاعت صرف زندہ ہیں کی ہوئی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ خلافتِ مصلیٰ اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کا پہنچتا اور پہنچا کر لی ضرور ہی نہ رہا؟ اگر اس اطاعتِ رسول کی اطاعت کا ضرور صرف ۳۳ سال زندہ نبوت تک ہی محدود رہا۔ اس کے بعد اس اطاعت کا اصل خدا کا رہا۔ وراثتاً۔ اطاعت کے معنی اخص عربی میں ہے جو کہ کسی کے لئے ہی زندہ کی ضرورت پڑی ہو ورنہ وہی۔ منتخب علیہ کے لئے ہے ہرگز نہیں ہے کہ اطاعت کا مفہوم صرف زندہ کی ضرورت پڑی ہو ورنہ اس سے اور جو اطاعت ہو گیا ہو۔ اس کی ضرورت پڑی ہو صرف نہیں کہ جہاں اگر کسی مقام پر مصلیٰ قرآن اور شوافع سے یہ ثابت ہو جائے کہ اطاعت کا مفہوم زندہ کی ضرورت پڑی ہو گیا ہے تو اس سے یہ کہہ کر کہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ منتخب علیہ ہی نہیں ہیں بلکہ حضرت کی پیروی اور ضرورت پڑی ہو صرف کا مفہوم کا خطی نہیں رہا ہوا ہوگا۔ چنانچہ میں یہ اہم سبب کی نئی روشنی دیتی ہوں جس سے جہالت ہے۔

حضرت علیؓ ایک بڑا اہم وقت اور مرکزِ وقت کے قریب تھا کہ جسے جو بیت اللہ کا

اور ہے اس کی حالت کا اندازہ لگاتے ہیں چاہیے یہ کتاب چوں کہ ایک
حق کے احوال پر ہے اور اس کا ذکر وہ اپنے شاگردوں کو کرتے ہیں اس کی
شہادت دہلی کے محترم شیخ صاحب کو جب امام الاہل نے اس کو دیکھا تو اس
وقت اس میں ہرگز کوئی شبہ نہیں رہا بلکہ وہ اصل کا انتہائی چاہنے والا ہے
یہاں تک کہ اس کے انتقال کے وقت اس میں صرف ایک چوبیسویں باب تھا
(مقام حدیث پڑھا)

اس کہ گئے ہیں غلوں کا سوا کہ نظام ملک میں ہم اور خود و خدائی کا
 جس کے ہاتھ میں قیامت و سرشار ہیں قوتیں اور قیامت اور قیامت کے اس پر کلی
 اللہ کیا ہو کسی نے کائنات پر کائنات اور کائنات کا اور انہیں وہی مگر یہی ہے کتاب
 اس کی اوجہت کہ کائنات اور کائنات کے لئے نظام کے ایک اور کائنات
 پر اور کائنات کے لئے یہی کہ اصل میں اس کی سرشاری اتنی تھیں مگر آخر میں
 ایک ہزار سال میں رہ گئیں۔

[illegible]

میں اس حدیث سے پیدا کی (الاولیٰ) حکم میں اس حدیث کی (۱۲۴)

مذہبی کریم اور خدا کا حکم کی گواہی دینے سے قدم ہار کر اور اس حدیث سے
 بیز ہو کر جو میں اللہ کا حکم دینا مناسب پر ہوئے ہیں ان ہی شے کو نہ ضرور اسے
 چھوڑ دیں۔ اور ان ہی سے ایک مسئلہ نکالیں، لگا سکتا ہے کہ یہاں صاحب کا حکم کیا
 ہے؟ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ:-

۱۔ اس کا فقیر ہونا اگر خدا کے مشن قرآن کے ہمارے ہمارے خصوصیات اور غور و
 جنت اور شرف و جنت، ان سب کا مجموعہ میرے پیش کیے ہو گیا ہے
 کیونکہ اب مجھے نہ صرف وہ صفات بلکہ اور سب کا مجموعہ کیلئے نظر آئے گا
 (وہ لفظ) من و دنیا جنت (۱۲۵)

خود تو کہتے کہ اس حدیث میں اصل کا معنی اور حکم اس میں چھوڑ کر وہ لفظ قرآن و احادیث
 کی تفسیر میں لڑائی کر رہا ہے، یہاں یہ لکھنے کے بعد یہ کہہ سکتا ہے؟
 حاکم صاحب ہیں اس کا جو شوق و لگاؤ تھا اس کی نگاہ۔

۲۔ مجتہد کا عقیدہ

مجتہد کا عقیدہ قرآن و حدیث اور اسلامی تاریخ کے علاوہ تمام آسمانی کتب
 اور صحاح میں موجود ہے۔ اور کوئی قابلِ قدر عقل اور عقل و دلیل اس کے خصوصیات
 پیش نہیں کی گئی اور ذاتی سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ البتہ غور سے دیکھنا چاہیے کہ یہ
 اس بارگاہ میں اس کے کئی کئی علل ہیں جن میں (۱) حدیث کی کچھ کثرت، (۲) ائمہ اربعہ
 کی کتاب حدود کتب میں ملتی ہے، اور حضرت علی علیہ السلام کے ایسا ہی بزرگ
 ہیں جن کے سر پر کتب قرآن کریم میں جو حدیث اور احادیث کے ساتھ
 ہوں سب کے لئے ہیں۔ مگر یہاں صاحب کا عقیدہ اور نظریہ بھی دیکھ لیجئے کہ کیا ہے۔
 چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ:-

مستحکم ٹریڈ مارک پرستی جو سڑک پر ہے اور بہت سے لوگ اس کا پورا

سہہ : من و عیون من جنتہ و اقلہ منہ (۱)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں لکھی ہوئی ہوتی تھیں کہ

اس طرح اس کے ہاتھ سے جو سڑک پریشی کے ٹیکے اٹک رہے تھے وہی

موتے ہیں کہ انہوں نے لکھا کیا۔ وہی اندھے ہیں کہ انھیں دیکھنا اور وہی کڑی جنتی

چنگا گیا۔ ان پر یہاں مذکور ہے جو اس کا ثبوت : مگر یہ دیکھتے ہوئے کہ اس کا معنی

ہے کہ اس کا کیا سبب تھا ؟ سرحد یہ کہ اگر اس کی تائید ہی نہیں ہوئے کہ یہ سب

دستاویز ہیں جو صدیوں پہلے لکھی گئیں : (۱) من و عیون من جنتہ و اقلہ منہ (۲)

قدیم کلام جسے عربوں میں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر

قرآن کریم میں لکھی ہوئی قرآن کریم خدا تعالیٰ کی کتاب اس کا حکم ہے

پھر اس میں مصدقہ جو حق کے دلائل کے لکھی ہوئی اس کا جواب طور

تقریباً حسب کی بات لگے ہیں کہ اس میں لکھا قرآن خدا تعالیٰ کا حکم ہے یہی کہ وہ

سب قرآن کریم خدا تعالیٰ کا حکم ہے نہیں تو پھر اس میں لکھی ہوئی باتیں ہیں کہ وہ

۲۔ قرآن خدا کا کلام نہیں ہے

تھم اہل اسلام پرندہ میں اس کے مخالف ہے یہی خدا تعالیٰ کا حکم ہے

کے مخالف ہیں کہ قرآن کریم کی ایک ایک آیت، ایک ایک لفظ اور ایک ایک

لفظ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے بواسطہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہم انہیں ہم

انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی پہنچا رہا ہے۔ مگر یہ صاحب اس کے

سے انکار کرتے ہیں اور اس عقیدہ کو صدیوں سے مستحکم قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ انھیں

مقام مقاموں کے لوگوں کو بتایا ہے کہ قرآن پہنچا خدا تعالیٰ ہی نے

کے لکھنے سے پہلے اس طرح کے لوگوں کو بتایا ہے کہ قرآن پہنچا خدا تعالیٰ ہی نے

عزیز ہے جو نام ملای کتب و صحف میں نہ بدھرا گیا ہے۔ اور نام نہ ملے اور
 اصول باتوں میں ان کی تشریح کرتے ہوئے اور غلطی تفسیر و تاویل و غلطیوں
 حقیقت پر تشریح ہے کہ یہ سب امر حق و حقیقت ہیں اور ہی حقیقت ہے۔ اور
 کوئی عقل و ہمارا عقیدہ و استدلال۔ مگر جو صاحب نظر و ہی نہ ہو کہ ان کے ہر
 مفروض بنیادوں میں عذاب و عذاب کا حقیقہ خدا کی ہے تو ہی اور علم و عقل کو پہنچنے
 ہوئے ضرورت و حکمت اور عقلی قدرت و عقل کے غلط ہے اور اس کو تسلیم
 کرنے کے لیے کوئی توفیق و عقل پرورش کی ہر حق ہے نہ عقل و عقل و عقل من
 وینہ نصرت اللہ علیہ

اور وہ حکم و حکم پر توفیق دے گا۔

• ہر چند وہ حکم و حکم سے میرے بعد اللہ کا عالم ہر دینا میرے نزدیک
 درست نہیں اور اس سے شک و سوسنا و کاسے اگر کاشی کرتے ہو۔ مگر آج
 نہیں تو کل کا یہاں ہو گے۔ و بظنہ صرا وینہ و انصاف عدم امتثال پذیر کرتے
 ہیں کہ۔

• اس سے ایک نہیں کہ کام میں ہندو و حنت کو یا ان اسی طرح کو کہ ہے
 جیسے کوئی مذہبی چیز ہے۔ لیکن اس میں کوئی حقیقت کہنا سخت مشکل ہے۔
 میں کوئی نہ کہ انصاف و انصاف ہی کی کہانی۔ و انصاف کو ظاہر ہے اور میں کے نام
 و علامت اور شہادہ و عذاب کو اس میں انصاف سے یہاں کہ ہے اور کہیں کہیں اگر یہ بات
 حیات ہر اللہ سے عقل ہی کو صرف بطریق ہندو ہی اور ان کی کہنے کے
 لیے ۱۔ و بظنہ صرا وینہ و انصاف عدم امتثال

۵۔ غریب کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کے لیے میں اپنے خیال کے مطابق ایک خاص دستور قائم کرتے

نیز اس صاحبِ دلچسپی کے۔

میر چنڈا کے اس جوہرِ قصصیت و فیہ و دلِ صحت مقدس، عیبِ جملہ صحت
 نفع و نفع، اکثر و شیطانی حشو و غرضِ غلب و غلب غم و ہوا میں گئے و ان کی کوئی
 عقل تو یہ نہ کہیں کہیں اس کا کوئی حلقہ نہیں۔ ہم کوئی سوچہ محض اور نہ
 وہاں سے ایک کر لیا ہے۔ اور یہاں زیادہ آسانی ہوگا کہ خُلق کے مقابل میں ہی
 مستندات کو کسی پشتِ ڈال دیا جائے اور بقا و غریب کی بجائے اس سے کچھ جوت
 ہو سکتی ہے۔ اس پر قناعت کی جگہ ہے۔ اس سے قبل ہی ادا ہو چکا ہوں اور
 اب پھر اس کا اعتراف کیا ہوں کہ جب تک غریب کا دردِ دل ہے، دنیا کا کسی کچھ
 ظہور میں ہے۔ لا رمن دینا دن صحت عقل مکتا۔

یہ ہے غریبِ نیازِ صاحبِ دلچسپی و ذوقِ کمال پرے ساحلِ کفرِ افسانے کے ہائے
 ہست و نوری افتادہ کو انہوں نے خدا تعالیٰ کے مقابل میں بکھرا دیا ہے اور پھر اس (جو
 تعالیٰ کے بعد ہی مستندات کو کسی پشتِ ڈالنے پر مجبور ہیں اور وہ ہر گز ہونہ
 کے اس کی بجائے کچھ غریب اور پاکِ شریعتوں کو کچھ مستند،
 قناعت کوئی پرکھو ہیں۔ بلکہ افسانے و تصانیف اور غریب کے غریب تو ہے
 کہ نیازِ صاحبِ خیال میں دیکھیں کہ وہاں کچھ بھی ہے کہ ہی ادب و ادب و ادب کے
 پیر و پیر میں ہی نہیں لگا، جب تک غریب کا دردِ دل ہے دنیا کو کچھ بھی کوئی
 نصیب نہیں ہو سکتا دنیا کا اس دلوں ہی اس میں غریب کے کشتے ہیں غریب
 کا درد ہی سب جہتے کہ غریب کا دردِ دل داتا کو دیا کو کچھ کسی دلت میں دلوں نے
 ہیں و اگر تم غریب نہیں پڑو۔

اور وہ جسکو مقام پر نیازِ صاحبِ دل و کلام کرتے ہیں کہ۔

و بہر حال غریب کسی زندہ میں غریب نہا یا سفرِ جملہات و جہات اس کا قصہ

کھٹے ہوتے ہیں اور اس کو ذریعہ تہمت قرار دینا ناقص و بے اثر مگر غرض کہ امتیاز
 شایعہ کے بعد کو ذکی مسلمان وہ نہ سمجھتے اور نہ سمجھ سکتے تھے (مذہب و عقیدہ)
 کوئی یہودی بنائی گیا ہوتا ہے جو یہاں غصب میں ملوث ہو اور مذکورہ لئے تو بے شک پہل
 نکالتا ہے ورنہ خدا و سب کی طرف سے اقم ہو چکی ہے اور اگر پہلے ہی کہہ دیتے تو غصب
 ثابت کیا ہے نہ وہ غلط فہم نہ دیرینہ اس جہت سے قابل ملاحظہ۔

علامہ کربا اپنے کو ایک طرف تو تہمت دینے کے تمام اصول و اصولی اور اس کی
 تمام کتابیں اور سمجھتے اور سمجھنے غیروں کی سب سے انتہائی اور سچی کرسٹ ٹکریں تھیں اور کبھی
 اور کبھی آئی ہے کہ ذریعہ تہمت صرف اس کی ذریعہ تہمت اور ہر دست و پاؤں کی اصل
 عہد سے ختم نہ ہو سکتا ہے اور قیامت تک غصب و ظلم بکروں اور خلیفہ حضرت علی
 علیہ السلام کہ وہ بیکرہ غصب کی دلی دہی کے بلکہ کسی طرف تہمت سے سب کی
 جرات اور عہد و لہری سے وہ کہہ سکتے ہیں کہ ذہب کی طرف اقم ہو چکی ہے اور انہی
 کے اقتصادات بالکل گھٹے ہیں بلکہ ذہب کو ذریعہ تہمت کہنا ہی ناقص و بے اثر
 ہے اور اگر ان تمام مذہب کو بیکرہ تہمت دیا جائے اور اس کے بعد کوئی مذہب
 رہے گا کہ جس کا تعلق منہ و دیوانہ کو گت ہی کیا ہے سمجھتے ہیں ہرگز ہرگز ہرگز
 وہ چل سکتے۔

۱۔ اب خدا کی قسم کہ اگر ان کو یہی قائم کر دیتے ہیں۔

ہست لیکن یہ کہ اس مذہب کا طریقہ یہ ہو کہ خداوند یا خدا سب ان کو جو
 مذہب کو مٹانے کے بعد کوئی ایسا مذہب دے گا کہ پادشہ ہوں جس میں چھوٹا و
 بڑا اور بڑے خلیفہ کے نام پر کہ جس کی جگہ ایسا دے گا کہ گھٹے چھٹکے کالی ٹیڑ
 غور ہوگی اور اس مذہب کے حامل کوئی بڑے یا ایسا اور خلیفہ اور فرشتہ مبعوث ہوگا
 ہوں گے اور وہ خدا تعالیٰ کی سچا سمجھ رہی ہوں گی کہ اس کے مذہب پر تہمت

نیکو سچے اور ہر شے کا جواب ہے: جی کہہ لو گا کہ نہاں مہل سے یوں ہوا کہ
بچے میں کرے

بچا کر آیا ہوں میں مسیحہ تحقیق
تم اپنے فیصلہ حسن کو نکالو

عزیز! آپ نے دیکھا کہ اعلیٰ و بلا ایت کو تنگ کر اور قدیث و
فنا پر مبنی اعلیٰ سے اعلیٰ اور ہر مرد کو اور کہہ کے بے شک عقیدہ کی کجی نکالیں
مشق ہے۔ کچھ ہے کہ

گوشت پر نہاں سے نکشیں ہے تازہ
کڑی انکلا ہے اعلیٰ کی پیچیدہ

④

ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب برق

ڈاکٹر صاحب نے جو نظمیں شروع کر دی ہیں، ان سے لکھنے والے اور پڑھنے والے دونوں ہی
 صاحب ترقی یافتہ ہیں۔ ان کے نظمیں کی ڈگری کے بھی ایک ہی انداز سے کہیں
 ایک دستور اور ایک اصول اور انداز و رسم کے تحت ہیں۔ ان کی کتاب نگاری
 کے انداز میں صورت اور انداز کی ترتیب صاحب صاحب کے ہر کتاب کے شروع ہونے والے
 ایک بند یا غزل یا شعر یا نظم کی ہے اور وہ اس نظم کے صاحب میں داخل ہونے سے
 ایک نظم نگار کی نگاہ سے صاحب صاحب کی نگاہ سے اس کا انداز ہے۔

۱۔ اجماعیہ شیعہ حکومت منظور میں ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هو احوال و زندگی از احساس ناآرامی و اضطراب و غمی که در یک لحظه حیرت‌انگیزانه عکس

اسی طرح صاحبِ کتاب کی تعلیم کے لیے قرآن مجید کی

سورج صاحبِ شہادت فرماتے ہیں کہ تمام عربی و فارسی لغتیں اس کے آگے

یہ حکومتیں موضوع میری: تنظیم جہانگیر خانہ: اس کے: اور: حکومتیں

و کیوں نہ ہو! تو یہی پہلی اس کا توڑ ہے جس پر اس نے تکیہ کیا ہے۔

عزیزہ کو سنا دیا اور وہ دنیا کے سارے لوگوں کو (مخلوق و مسلم و کافر)
 ۲۔ غنیزہ کے ہاں کی پرورش۔

امیرِ مٹ سے انعام کے بعد باقی صاحبِ چہرہ عزراہی اہم عسکری پہنچے
 ہیں اس کی کچھ جھلکیاں بھی ذرا دکھائی گئیں۔

غزوہ اور شہزادہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اپنے قتل سے بڑا بہتر قرار دینا بہت
 عزم اور پاک قرار دینا ہے۔ عزم اس سے کہ اس کا وقت و پست ہر باڈی اور ہاں۔
 اور یہ تمام اہلِ عزم کا عقیدہ ہے کہ صاحبِ بی ہے مگر باقی صاحبِ بی اور صاحب
 اقلان ہی کہ۔

۱۔ شہزادہ گوشت و ختم (پیشہ و پستی) کی آپ کے غور سے دیکھا کہ کبھی غنیزہ کے
 ہاں جانتے بھننے کا ہنر و علم بہت بہت ہے، ہر قسم کی برقیں خواہ وہ دعا کی ہوں مگر
 لا شراب کی۔ بکے پرش سے صاف کی جاکی ہیں جو شہزادہ کے ہاں سے شہزادہ ہے
 نیز کھیلنے اور دانت صاف کرنے کے ڈال مانی ہاں سے تیار کے جانتے ہیں چاہے
 غیب دان اللہ کہ علم کہ شہزادہ کے ہاں تیرہ سو کس کے بعد ہلالِ قمر کا حضورِ پیغمبر
 اس کے شہزادہ عزم کہتے وقت قتل، نیز نیزہ کے الفاظ استعمال فرماتے ہیں شہزادہ
 لا گوشت عزم قرار دینا اور ہاں کے متعلق نافرمانی اختیار فرمائی اور حکم دیا تو شہزادہ
 غور فرماتے کہ شہزادہ شہزادہ سے انعام اس سے ہے پورا اور عزمِ اصل
 کے متعلق ہمارے صاحبِ گاہی شہزادہ کی ساری ہے کہ شہزادہ کے ہاں کے پرش

نہ اس کے مقابل میں باقی صاحبِ گاہی ایک نامِ صاحبِ گاہی، انہی اور انہی ہنر و
 میں کوئی غور نہیں ہوتی جو انہی ہنر و عزم کی طرح ہو کہ پکھنچے کہ صاحبِ گاہی
 کوئی غور نہیں ہوتی، دیکھو (مجموعہ)

سے دیگر نتائج حاصل کرنے کے لئے دانت ہی دانت کے بائٹنے سے اور ان کی حرکت
اور حرکتوں کی کہ ہر ایک سے پہلے کن بائٹنے کے ہوں کی نہ ہوئی پھٹنے سے دانت
دھماکتے گئے ہوں اور ان کی حرکت کے اس جڑ اور ان کے جڑ سے نہ کہ وہ بہت
ہوں یا آخر انہوں نے اسی قدر کی دانتوں پر تو قوتیں کو کر رہی ایک ہی ہر اس دانت سے
جس میں انہیں لگا ہوا ہو۔

یہ ہم سب سے پہلے ہی کہہ دے کہ اس قدر ہی
ہر ایک کو خود بخود دانتوں میں لگا ہی گئے

یہ آسانی سے واضح ہو رہی ہے سب کے لئے یہ معلوم ہو چکی کہ ہر ایک دانت
اس سے قبل لگا ہوا ہے کہ دانت کے دانتوں میں ہر ایک دانت
اس سے پہلے لگا ہوا ہے کہ دانتوں میں ہر ایک دانت
دانتوں میں لگا ہوا ہے کہ دانتوں میں ہر ایک دانت
دانتوں میں لگا ہوا ہے کہ دانتوں میں ہر ایک دانت
دانتوں میں لگا ہوا ہے کہ دانتوں میں ہر ایک دانت
دانتوں میں لگا ہوا ہے کہ دانتوں میں ہر ایک دانت

۲۔ اگر کسی میں دانتوں کا حکم

صحیح اور درست ہو تو دانت کے مرنے والے اور ایک دانت کی حرکت
سے کہ دانتوں میں دانتوں کی حرکت میں دانتوں کی حرکت میں دانتوں کی حرکت میں
دانتوں کی حرکت میں دانتوں کی حرکت میں دانتوں کی حرکت میں دانتوں کی حرکت میں
دانتوں کی حرکت میں دانتوں کی حرکت میں دانتوں کی حرکت میں دانتوں کی حرکت میں
دانتوں کی حرکت میں دانتوں کی حرکت میں دانتوں کی حرکت میں دانتوں کی حرکت میں
دانتوں کی حرکت میں دانتوں کی حرکت میں دانتوں کی حرکت میں دانتوں کی حرکت میں

بقی صاحب دین لکھتے ہیں کہ

ملاحظہ فرمادے آپ نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا تھا اِنَّا خَلَقْنَا اِنْسَانَ بِسْمِ اللّٰهِ
خدا کی کہ شہود است متا ہے یہ رنگ خدا و اخلاص پر تو یہیں لکھتے تھے۔ لیکن
ہم نے حضور کی رحمت کے قائل بن گئے تھے۔ مگر ہے کہ تو میری اس قرآن سے بزرگ لکھے
میں کہ کہ تو میری توفیق و توفیق کے لیے وہیں ہمارے (وہ اسلم) کو خود کا نہیں لکھا۔
ہی حضرت مولانا جہانپور سے دیکھنے میں اپنی طرف سے کئی بات نہیں کہ رہا۔
قرآن نہ۔ ہاں ہی اللہ کا فیصلہ پیش کر رہے ہیں یہ تو خدا کا ایک رسم است۔

یہ ہے حضور پروردگار کی قرآن ہی سے اللہ قرآن کا تو یہ لکھا۔ جس کی طرف سے لکھے
پیدا ہوا اور کلمہ نہ لکھا۔ کہ وہ نہ صرف کہ لکھ کر کہ وہ لکھتے تھے۔ جس میں نہ
یہاں ان کی بنیادی ہے اور وہیں ہمارے علی علیہ السلام (وہاں نہ لکھا)
کا لکھا ہے جناب بنی کریم علی علیہ السلام کہ وہ لکھ کر ہی انہوں میں انکشاف
نہ لکھا ہوا کہ ایک ہی فرقہ ہوا ہوا کہ جو بہت زیادہ ہی نہ لکھا کے کہ لکھا ہے وہ ہے
کا پائل ہوا۔ وہ قرآن تو پڑھے کہ اس کے متن سے پہلے قرآن نہیں لکھا۔ کہ وہ
سے وہ ایسا لکھ جاتے کہ جیسے تیر لکھا کہ چھپ کر آگے نکل جاتا ہے۔ وہ خدا کی لکھی
خلق سے ہوتا ہے۔

پھر آگے لکھا فرمادے کہ

وہ معون الی محتسب اللہ ولیستأ
لی شیعہ (وہ لکھا ہے کہ)

یونہی اس انداز میں وہ لکھا کہ وہ اپنی قرآن کہ ہے جو میری شہد سوال کا خروج

لکھ دیتا ہے

تنگ بنگاہوں اور فخریوں کے لیے عدم شرافت کو اس سے عمل جو اہل توبہ میں سے ہیں
 بیجا کہہ رہی صاحب کا بھل ٹھکی ہے۔

۱۔ غصے فزع کیوں ہے؟

مگر یہ حدیث کا اصل مفہوم تو انکار حدیث سے معرفت ہے کہ چلو
 پابندی کی تنگی جو اس حدیث سے ثابت ہے وہ ان کے لیے ایک ضایعہ ہی
 تنگ بنگاہوں اور دشواریوں سے اور اس حدیث کو قیوم کر لینے کے بعد میں اپنی خوشی
 اور مرضی سے گوشت اور پوست پہننا اگر کنہی ہوگا ہر آدمی کا مصداق ہے۔ اس
 لیے وہ وہاں کے اس دھڑکے کو بڑا معنوی سمجھتے ہیں تاکہ ان کی انکسیر اور اہل کلمہ
 میں کئی بدلتے پیش رفت کے اور مصلحتوں کی انگلیوں میں خاک ڈالنے کے لیے کھائی
 کہتے ہیں کہ قرآن کا نام منہ میں اور بعض نادوں خط میں اور خود ذہن میں ہوتا ہوگا اور
 اہل انکسیر کا غرض اہل دین کا مزاج نہیں بلکہ دھڑکے میں اور اسام کے بہت سے
 واضح اسام سے تنگ اگر وہ اس حال تنگی میں کہنے پر رضی ہوا ہو۔ بلکہ کئی
 کو کہتے ہی غصہ اسام دیکھتے ہیں چنانچہ یہی صاحب لکھتے ہیں کہ۔

غصے پر فزع اس بات پر ہے کہ وہ حدیث کو اس کے دھڑکے سے

ظاہر کو غور و محققانہ دیکھتے ہیں اور ان کی فزع کو بغیر اس کے کہ

کوئی قرآن سے آزاد کرنا چاہتا ہو۔ درمیان اسام میں۔

جس کے لیے کہ یہی صاحب کیا کہتے ہیں اور انکو حدیث کی حقیت اور علم اور

اس کا سبب وہ اس چیز کو قرار دیتے ہیں کہ کتابہ ہر حدیث کے پیش نظر ہے

سے ظاہر ہی عتقاد اہل عقل و اخلاق و معاشرت کا سبب اسام کی چیز بننا

ہے اور یہی صاحب ان سے کہتے ہیں۔ وہ در علم خود قرآن کی پیش رفت کے

اس عقلی قریب سے رہائی دلا کر فزع کے لیے پرکرم قرآن کہتے ہیں اور ان کو یہ عقل

کے ایک راج پر یہ لکھتے ہیں کہ۔

صدیث کا نام میں کر میں ڈالیا اور بحث نہ کر دی وہ اور وہ سلیم مٹا ہوا
یہ وہ تھا جس میں وہ جتولی خدا کی علم کی آواز تھیں گے۔ یہ کہہ لکھتے
ہیں کہ۔

لیکن میرے قلب و نظر و تحقیق کے ہر پہلو پر ہر پہلو سے علم کرتا
ہو فلم محدود اور (دوسرا نام مٹا)

اور پھر جب تحقیق کی اس پُر زور دلی سے انہوں نے قدم ہار رکھا تو پھر
انہی کے اٹھیں ایک ایک دوش پر گئیں اور وہ تمام سہل سہل پر شکست ہو گئے ہیں
یہ سے بعض کا تذکرہ پڑتا ہو چکا ہے جس میں اگر وہ لکھتے ہیں کہ۔
"میری اٹھیں کھل گئیں، انہی تحقیق کے وہ ایک کشش جو وہ سہل ہوا
پر غلط تھیں، ایک ایک چھٹے تھیں اور ان کی منسوب کاری کے
تمام گئے ہے اب ہر گے، (دوسرا نام مٹا)
انہی کو نام جس گئے سہل وہ میں غلط کر رہے ہیں اور ان کا
یہ اس کی دیکھتے ہیں ہر دیر ہوا



ڈاکٹر احمد رین صاحب کا اور شیخ کوہا

عمل بالحدیث شریک ہے

اس کو وہ لکھتے ہیں کہ ان کے صاحب ہیں، محمد یوسف کے تحت
نہ صرف یہ عمل بالحدیث شریک کو لیتے ہیں، چنانچہ یہ لکھتے ہیں کہ
وہ عمل بالحدیث کے نام پر منسوب کو وہ اصل و اصل کے نام کہ ان کو یہ ہیں بالکل

شرک ہے۔ جو نہ تو وہی ہے اور نہ ہی اسے کہہ کر کیا ہوتا ہے اور آپ
 کو معلوم ہے کہ شرک کے لیے کبھی کوئی نجات نہیں ہے۔ جو شرک کوئی بھی ہے۔
 (مظاہر عظام توحید ص ۷)
 نیز لکھتی ہے کہ۔

• اور ہم لوگ بھی دیکھ لیں تو اس کا تہہ ہوتا ہے اسی میں عیب ہے پھر
 معلوم ہوا کہ وہیں بھی ہے۔ دستِ الہی کے شرک ہے جو نہایت بڑا گناہ ہے
 جس سے کیا ہوتا ہے؟ (مظاہر عظام توحید ص ۷)
 اور پھر ایک جگہ لکھتی ہے کہ۔

• کیونکہ کتاب میں ہے۔ قلینا علیہ قرآن مجید کے عطف میں۔ (مظاہر
 تجرید اسرار) واضح ہے کہ یہ صریح ہے۔ استدلالِ قطعی اور قرآنی دلیل کے
 تحت قرآن میں تمام دعوتِ اہل غریبوں میں قرآن کا اصل شرک ہے اور یہ
 قرآن کو معلوم ہے کہ شرک اس کا نام ہے۔ اہل کفر جس طرح کفر سے
 لکھا ہے۔ یہی وہاں۔ اور یہاں اس کا اصل حقیقت ہے کہ جو اصل سے نوازا
 نہ ہو۔ دلائل میں یہ بھی ہے کہ تمام لکھتی ہیں۔ یہ صریح ہے۔ اس
 کہتے ہیں کہ یہ صریح ہے اہل کفر ہی۔ اس کے سبب شرک اور جہنم ہی۔
 اہل کفر ہی جہنم میں ہوں گے۔ (مظاہر عظام توحید ص ۷) اگر جنت کے واسطے ہی
 اور تو یہ صریح ہے کہ ظاہر ہی کہ وہی ہے۔ اور یہ صریح ہے کہ وہی ہے۔
 اس کا اصل قرآن ہے۔ یہی وہی ہے۔ اور یہی وہی ہے۔ اور یہی وہی ہے۔
 صریح ہے کہ وہی ہے۔ اور یہی وہی ہے۔ اور یہی وہی ہے۔ اور یہی وہی ہے۔
 کے واسطے کہ وہی ہے۔ اور یہی وہی ہے۔ اور یہی وہی ہے۔ اور یہی وہی ہے۔
 کہ وہی ہے۔ اور یہی وہی ہے۔ اور یہی وہی ہے۔ اور یہی وہی ہے۔

نیز انگریز صاحب نکلے ہیں کہ۔

”اسی عداوت کے مستحقین کی مثال وہ ہے کہ جس طرح ساری سفیدی انگریزوں کو
 کہہ کر بنی اسٹریٹل قوم سے بھڑکے کی شکل کہانی تھی اسی طرح میں نے انگریزوں کو مستحقین
 نے قال قائل کہ ان کے کہہ کر اس سنگی حدیث کی چٹائی کو اٹا ہے۔“ بلکہ
 یہ تمام قویہ۔“ (ص ۱۰)

اور انگریز صاحب ان مستحقین کے ہم سج ہیں ان کی سب دولت کے ساتھ
 میں لکھ کر ان کے ہم سج بناتے ہیں۔

”بھاری شکر جو روز قیامت میں ہو جو نہ لائی۔“

اس طرح بحث کے بعد ان کے یوں تقریر کرتے ہیں کہ۔

”یہ لکھ کر لوگ صراحت سے عداوت اعلان کے تیار کئے گئے ہیں۔“

مشکل اور اس فرقہ بندی کرنے کے اصل یہودی ہیں جنہوں نے جو دولت ہے۔

اصل اللہ کے فضل و سوا کے یہ قسمت و قدر کی باتیں قائم کی ہیں۔ یہ لوگ

مشکلوں کے نام نہ لے سکتے ہیں جو اللہ عزوجل اللہ کے ہم کار ہیں ان کے ہاتھ

ہیں۔ ان کے ہاتھ سے یہی باتیں کی جھٹلیاں نکلتی ہیں ان کی باتیں ان کے ہاتھ سے

کے ہم کاروں کا نواں ہیں۔“ (مقتضیٰ حسنہ و شہد بختیاریان ص ۱۰)

”صراحت سے ان کے انہیں یہودی اور کھالی تھے (مقتضیٰ حسنہ)

انگریز صاحب ان قوموں پر ہستے ہوئے نکلے ہیں کہ۔

”جب اللہ عزوجل اللہ اور انہیں نے جس وقت تبلیغ قرآن کی شروع کی تھی

ان انہیں یہودی و نصاریٰ اور دیگر کافروں کی مخالفت کرنے کے لیے ان کے ہاتھ سے تبلیغ

کرنے کے لیے (ان کے ہاتھ) یہ لکھ کر صراحت انہیں کی ہے۔ یہی ان کی بات

قرآن مجید میں منسلک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ یہی صراحت انہیں کی تھی

کہتے ہوتے بعد وہ صاحب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ نہ ہو گئے
جہان کے بعد انگوٹوں و کانچوں کے ذریعہ کی شاعت کی شروع کر دی تا
وہ غلط پیچیدہ عقائد بالقرآن صحت۔

اس زمانہ میں قرآن مجید کا ہوا تھا اُن کو بڑی کھانگی تھی
اور پھر یہ بھی صحت اور صریح عقائد میں لکھا ہے کہ ۔

باقی کی تمام جھوٹی روایات کہ جس میں ذائقہ اطراہ کہیں پہلی میں خاں قال
مشوٹا اللہ کے نام سے کہنے لگے، اور نہ اس کے نیچے طریقے سے قرآن مجید کی
کھانگی کی اہمیت کہنے لگے۔ دیکھو صحت سند میں قرآن مجید کی اہمیت کھانا ہے
کہ جب قرآن مجید کی شہرتیں بالی ہوتی تھیں تو کاغذی، لکھائی، پھولے، پتھروں اور
پتھروں پر مختلف جگہ لکھی جاتی تھیں۔ ہر شخص یہ گوشتیں تھیں وہ ان کا لٹکا کر سوجانے
تھیں وہ بکری کھانگی تھی۔ (مفسر پیغام اللہ، قرآنی صحت، ص ۱۷۷)

صحت میں کہ ہاکی انگلیوں اور انگلیوں کے درمیان حق جیسا ہے۔ بھاری مسلم احمد
لہائی اور تفسیر۔ لیکن یہ بھی کتاب کے حصے میں آتی اختلاف ہے کہ وہ کون سی ہے۔
عقیدہ خطیب ہندوئی (الموتی شششش) سانکا اُپنیشی (موتی شششش)
اور علامہ امی مغرب کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہی کتاب کتاب اہم ایکسٹریکٹ
مذہب ہیں حامد اور احمدی (الموتی شششش) علامہ ابن تیمیہ (الموتی شششش) اور سانکا
ابو حنیفہ (الموتی شششش) وغیرہ تو اس کی تصدیق کرتے ہیں، کہ یہی کتاب
خطابہ اہم ایکسٹریکٹ ہے۔ یہ تصدیق کہ جو تھیں یہ گوشتیں تھیں وہ ان کا لٹکا کر سوجانے
تھیں، وہ بکری کھانگی تھی۔ بھاری مسلم احمدی (موتی شششش) اور سانکا اہم ایکسٹریکٹ
میں سے کسی ایک کے اندر اور نہیں ہے۔ صحت میں یہ یہ کتابیں اور ان کے
لاحظ کیا آچکے کہ صحت میں یہ کتابیں اور صریح جھوٹ ہے۔ جس کا پڑا ناگسٹ۔

احادیث صحابہ کی ذیلی آنچل ٹھکانہ اور مٹی لپا ہے۔ جس کی نشوونما امت کے لیے
 انہوں نے اپنی پوری زندگی وقف کر دی ہے اور صرف تعلیم کرنے والوں کو یہ ملک
 قرار دے کر ان پر حضرت کے سب سے بڑے ہند کو بتا رہے ہیں۔ کیونکہ

تقدیر کے کاغذ کا یہ ٹکڑی ہے اللہ سے

ہے جبرم یعنی کی سزا مرگ و مصیبت

⑥

علامہ مشرقی صاحب

علامہ مشرقی کے عطاء و تقویٰ، اعمال و اخلاق کی حیثیت میں کٹر مسلک
 پر بالکل شکست ہے اور اس بطلانِ ثبوت اور مٹی کی کارگزاریوں سے بڑی بات
 میں وہ بھی عام صحابی حدیث کی طرح اپنی ہر عقل اور نفس فرست کے ہی
 رہتے ہیں قرآن کریم کو کچھنے کی کوشش کرتے ہیں اور حدیث کی ہاندیوں کو پٹھ
 دیکھتے۔ کہہ کر طرح گواہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے قرآن کریم ہی
 جو جو تحریکات کی ہیں وہ صرف ان ہی کا حق ہو سکتی ہیں۔

۱۔ حدیث علامہ مشرقی صاحب

علامہ صاحب ایک حکم پر اہم خود قرآن کریم کے حکم کو حدیث سے آزاد
 کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

و حدیث کے شیعہ اس کی کسی ایک آیت کو صحیح قرار دے

نیز نہیں کہتے :- (بلفظ دیباچہ تفسیر ص ۱۱۱)

نیز لکھتے کہ:-

یعنی اگر کسی حدیث میں قرآن کریم کی کسی آیت نہ ہو تو اسے صحیح قرار دینا صحیح نہیں ہے

سچی کہوں نہ کی ہوتے، نہ کہ نہ ہے، ہنس نہ بکھڑا ہنسی، چہرہ صم پر اپنی مرضی کے مطابق ہوتا ہے، جسم ہلچل دل چاہے، گوشت اور پیوست چمکایا ہوتے، وہاں تک کہ شہابی کو کافر و بدعتی اور کافروں کو جنت کا دروازہ بنالوچ، شک لگا دیتے۔ یہ ہے عذر مشرقی و غریب و کون صبر و صفا، گھر پر جس کا نقل کرتے، دانت دل سیلاب کی طرح لڑناں اور قلم شلوغ جلاک کی مانند جیش کر آتے۔ ملو کیا ہوتے، اگر مسلمانوں کو ان کے غیر رشتہ داروں، اور یہی غریبوں کا پرستہ ہی قرار ہے۔

۴۔ آج تک ثابت نہیں ہو سکا کہ کوئی ماذہب سچا ہے۔

صیغہ کے اندر اس سے ہل چمکے کے بعد، خود اور غیر خودی کی شکایت، عذر مشرقی کر ہی اس سے دفرحت جو ہے، چنانچہ ان کے بعض نظریات خود ہی کی ذیلی دین زل ہیں، جو دلائل کری، ایک قسم پر خدا تعالیٰ کی حق اور مذہب پر انگڑا کرتے ہوئے وہ لگتے ہی کر۔

۵۔ تعجب ہے کہ مذہب کی طرف اس عدم یقین کے وجود میں نہ آئے، کفر و شر سے آج تک کسی قسمی فیصد نہ ہو سکا کہ کوئی ماذہب سچا ہے، یا کوئی شائع کا کتاب تعالیٰ کے منشاء کے عین مطابق ہے، یا مذہب کی سچائی کا معیار کیا ہے؟ انہیں دیکھ کر خود مذہب کی بات ہے، یا اور اس کا تصور بالذات ہی نہیں کیا ہے؟ خود خدا کی سچی اور اس کے صحیح فرقہ کے متعلق آج تک کوئی سچی اور متفق طریقہ دلی نہیں مل سکی۔

(مظہور ہوا چہ مرث)

یہ سچہ ہوتے نہیں کہ یہی انوں کے طریق اور کوئی شر راگ کہنے کا انہماک کا ٹھکانہ بنے، کفر و شر سے آج تک اور کوئی چوروں، بگڑا کھوں، دنیا کا کرم طریح استعمال نہ کر سکتے، اور ان پر کمالی کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے سچی کتاب ہوئی

فی زمانہ ہذا و لو کہ مسلمون
المؤمنون انی ان فتا فداشت
فی عہد عہ المؤمنون۔
(ذکر محمد علی ص ۱۰۸)
نکلتے ہیں مگر یہ دیکھتے ہیں کہ اس
نیمہ کو پسند نہیں کرتے (انگلو) اس
پر کہ ان کے کوششوں میں کمالی عہد
ہی در حقیقت نہیں ہے۔

۴۔ اہل توحید شرک میں اور ان کی کجی کشش مذہبی

عقائد سب کا مروت میں ایسا در فتویٰ نہیں کہ ان کو سب ممکن ہے مگر
وہ سب عقیدوں میں در کام کرتے ہیں کہ۔

المؤمنون فی ذمۃ المشرکین و
المشرکون المتعارفون علی انہ
مشرکون و التمسوا مشاعرہم
اہل عہد المؤمنون
(ذکر محمد علی ص ۱۰۸)
جو مسیحی اور عیسائی شرک کے
قانون میں شامل ہیں اور جو عقائد شرک
میں ہیں ان کو کسوں پر ٹیک لگائے
چیتے ہیں کہ ان کو سب قبول و عمل نہ
ہو سکتا ہے ان کے حق میں لگائے ہوئے ہیں کہ

ظہر بکچہ کہ جس گروہ کے حق میں ہے ان کی شہادت چاہیہ کہ ہم حق
میں کہ سب میں کیا اس کے سب میں کہ ان کی شہادت چاہیہ کہ ہم حق
میں کہ جنت فیہم کے حقیقی و داف ہیں کہ، سب کو اپنے حق میں
مسلمان ان کو ان کے حق میں ہے جو عہد شرعی میں سب کے سب ہے کہ۔

خواتین ص ۱۰۸ کہ ہندو و عیسائی
ان میں ہندو و عیسائی
ان میں ہندو و عیسائی
وہ اوسوں فی زمانہ علی جہد ہم
بالسبوت و انفس لیکھو ایہی
خواتین کی قسم ہمیں انسانی ہرگز
نہیں کہ اور ہم پر عیسائی کہ اور ہندو
مشرک کہ سب میں ہیں کہ ان کے حق میں
ان میں ہیں کہ ان کے حق میں ہیں کہ ان کے حق میں
ان میں ہیں کہ ان کے حق میں ہیں کہ ان کے حق میں

خدا تعالیٰ کی عبادت ہوگی اگرچہ نہاں ہے وہ کس پر خدا ہی کہیں نہایتی ہو چنانچہ
لکھا ہے کہ :-

• اگذا سمود ہے تو نہ قوم سمود ہے اگرچہ وہاں بتوں کی کہیں نہاں ہی
ہو یا قرآن کا کرتی یا کسی کا کس پر کس ہی ہو :- (مختصر بیباچہ ص ۱۱۱)

• بھلا کر گواہی دیں

یہ کہ لڑنے والے قتل ہوئے ہیں یہ قتل الہی ہیں یہی قرآن ہے
مخلوق عاقلہ صاحب کا فیصلہ ہے کہ :-

• شیعوں اور اہل حق یعنی اور شاہی عقیدہ پر غیر حلقہ صوفی اور دہلی وغیرہ وغیرہ
ہوئے قتل و کچل گئے نہیں یہ سب جہنم کی تباہی ہے، عکس کشی اور استہزا
ہے موت کے ساتھ مرنا صاحب ہے :- (مختصر بیباچہ ص ۱۱۱)

• ہے کہی اور اسلامی فرقہ ہر صوفی سن انکے شیعوں عقیدہ اور غیر عقیدہ کے غم
سے غمناک ہیں مگر اگر عاقلہ صاحب اس میں سے کسی کو سنت میں داخل نہیں
ہوئے ہیں گئے اس کے وغیرہ وغیرہ کا بھلا بھلا کر لے سب کو اس ڈیڑی میں پردہ
کو اس کو بھی جہنم کا حلقہ ہے یہ ہے اور صوفی اور دہلی وغیرہ کی شب فیزوں
اور استہزا سنت کا جہنم، تصوف کی غریب اور سند آجیں وغیرہ سب کچل گئے
اور موت کے مترادف قرار دیا ہے اور ایک مقام پر عاقلہ صاحب بھی میں انکو
فرز و طور پر لیں لکھتے ہیں کہ :-

• اس مختصر کتاب کے اندر حق و باطل کی آگہی نہ بھی لے دی ہے

ایک عقول نہایت کو قرآن عظیم سے سکھانے کی فریب کا یہ کہ

عقائد کی جو حاجی کو جڑ سے اکھیرا دیا ہے :- (مختصر بیباچہ ص ۱۱۱)

یہ ہے انکو مدد دے اور اس سے جان کو بڑھ کر جاسنتہ تمام عقائد صحت

جو ماضی نظر آئے ہیں اور عقیدہ صاحب دینم طور ہی کو لیتے احمد ذکر سزاوارہ عقیدہ
قرار پائے ہیں اور بات بھی ٹھیک کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک عقیدہ ہی ہے
اس وقت تک کہ مل مشرقی صاحب اوصاف کے مضمون کی بات یہ کہیں
کر سکتے ہیں۔

۱۔ عیوضات انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق؟

حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کی عیوضات کے عیوضات اور عیوضات کے
بابت میں مشرقی صاحب غلطی کر رہے ہیں کہ۔

• انبیاء کو عیوضات دینے کا حکم کا احادیث میں کوئی ذکر اور عقیدہ
سب سے پہلے اس تذکرہ اعتبار اس تذکرہ عقیدہ کے مضمون تھا جس کی تعلیم احمد کی
لے کی تھی؟ (ملاحظہ فرمائیے)

• دیکھا کہ آپ نے کہ عیوضات مشرقی صاحب نے انبیاء کرام علیہم السلام کی عیوضات
پاک در معصوم کر دیں مگر اس عقیدہ اور اس عقیدہ کی سب سے پہلی بات
اور عقیدہ کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

• عیوضات

اس کے بعد بھی صاحب نے بہت کچھ کہا ہے۔ مثلاً ان کے
عوضات پر قسم اٹھا کر کہتے ہیں۔ اسلام کے دنوں وہ پانچ نہیں ہیں کہ تم ان
کہتے ہو یعنی کرطیبہ، فہرہ، صفحہ، حج اور زکوٰۃ۔ بلکہ وہ تیرہ ہیں اور پھر آگے
اپنی اختراع سے ان کی کہیں کیا ہے اور عیوضات سے مزارات کے نزدیک
منفی قائم ہیں اور ایٹھوں ہیں جو عثمانی ٹیڈا کے دنوں میں آئی ہیں۔

(وہاں یہ عقیدہ ملتا ہے)

اور لکھا ہے کہ امام احمدی علیہ السلام کی آمد کی بشارت منانے والی

تمام صورتیں محمل ہیں۔ (مجلسی، ج ۱۰)

اور جنات سے مراد وہی اور پیر ہیں جو انہوں میں پہنچے ہوئے ہیں۔ (مجلسی، ج ۱۰)
 اور نگاہ ہے کہ اکثر فرشتے یہ تصور تھا کہ الہیوں کو کہہ دیتے ہیں (مجلسی، ج ۱۰)
 اور نگاہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے پہنچے ہیں۔ (مجلسی، ج ۱۰)
 اور قرآن کہ ہے کہ میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ انہیں دیکھ رہا ہوں۔ (مجلسی، ج ۱۰)

کَلَّا لَا تَتَذَكَّرُ أَنتَ لَا تَعْلَمُ ۚ غُلَّتْ الْأَبْصَارُ عَنِ عَذَابٍ يُدْرِكُهُ الْغَشِيُّ وَهُوَ يُبْصِرُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۖ (مجلسی، ج ۱۰)

اور انہیں ان کی نگاہ سے دور کر دیتا ہے کہ وہ نہ دیکھ سکتے ہیں۔ (مجلسی، ج ۱۰)
 پہلی صورت سے مراد وہ ہیں کہ ان سے ایک اور تو اس سے تیز کوئی نہ ہوگا
 کہ تم ہی اس کو کہتے ہو کہ اس سے مراد ہر طرف سے ہے۔ (مجلسی، ج ۱۰)
 اور جنات سے مراد وہ ہیں کہ ان سے ایک اور تو اس سے تیز کوئی نہ ہوگا
 اس طرح ایسا دیکھ رہا ہوں کہ ان سے ایک اور تو اس سے تیز کوئی نہ ہوگا
 اور ان سے مراد وہ ہیں کہ ان سے ایک اور تو اس سے تیز کوئی نہ ہوگا
 ہے۔ (مجلسی، ج ۱۰)

یہ امر اس قسم کے اور وہ ہیں کہ ان سے ایک اور تو اس سے تیز کوئی نہ ہوگا
 اور ان سے مراد وہ ہیں کہ ان سے ایک اور تو اس سے تیز کوئی نہ ہوگا
 عقل و تدبیر کے لیے یہی عبادت کافی ہے۔

میں تم کو یہ کہوں گا کہ اس سے ایک اور تو اس سے تیز کوئی نہ ہوگا

کائنات کا نام ہے کہ ان سے ایک اور تو اس سے تیز کوئی نہ ہوگا
 اس سے مراد وہ ہیں کہ ان سے ایک اور تو اس سے تیز کوئی نہ ہوگا

ہے اس کو قرآن کے پیر و پروردگار ہی جیستے رہے جبکہ قرآن و حدیث کا چل و چل کا ساتھ ہے۔ حدیث کی نگریب قرآن کی نگریب کا نام ہے اور صحیح معنی میں قرآن کریم کو تسلیم کرنا حدیث کے تسلیم کرنے کا استلزام ہے۔

علم شرعی حدیث دینی اور دینی جیسوٹ کر چکنے کے بعد یقینی کا خلق کہتے ہیں انہیں یہ مان کر کہتے ہیں تو زبان اور قلم اس کا کاروا نہیں کرتے اور یہ ان کی بعد از خلق کردی ہے۔ مگر عقائد شرعی صاحب ذمہ اول و ثانیہ ان ہیں۔ وہ ان صورتوں پر وہ پیشیوں کے کاروا نہیں ہیں۔ وہ جو کہتے ہیں یہ کہتے ہیں ان کی اس عزت و شریعت کے لئے اور عسکری حکمت سے متاثر ہو کر غلط سے جوہر میں ہستہ سے روح و جوہر ان کی جامعیت میں شامل ہو گئے تھے اور شریعت کے غلامی و اسرار اور قبول ان کے عقائد کے ساتھ ہی جوہر ہو گئے تھے مگر جوہر کو خدا کے اس کو کرنا چاہئے قبول تھے۔

خدا ہے مگر کی حرکت چاند و زمین

پلوگوں سے یہ چارغ نگہاں نہ ہوتے گا

ہر پیش کی خاطر قرآن کی نگریب کرتے ہیں۔

آخر جوہر نگہاں و اسلامی پاکستان سے ملتی نہیں ہے۔ خود عقائد صاحب کہتے ہیں کہ۔

انفسہ انفسی لیڈ و نہاد و ناعید

انجیل و بکرة و احیاء و لوزق

و احیاء و لوزق و احیاء و لوزق

و احیاء و لوزق و احیاء و لوزق

و احیاء و لوزق و احیاء و لوزق

یہ پہلے علم کے پہلے شہور و علم

و احیاء و لوزق و احیاء و لوزق

یہ پہلے علم کے پہلے شہور و علم

یہ پہلے علم کے پہلے شہور و علم

یہ پہلے علم کے پہلے شہور و علم

(۷)

چودھری غلام احمد صاحب پرنس

چودھری صاحب خود بھی اور ان کی محنت میں اس کا بھی بہت بڑا غلافی ہیں
مبتدو ہیں کہ مذکورہ مغربی ممالک انکم صاحب جیج جیج کے بعد یہ توڑ صاحب کی
طرح قرآنی بصیرت اور اس میں غور و فکر کا ٹکڑا کسی کو حاصل نہیں ہے اور محنت
ہے کہ قرآن کریم کی تشریح میں طرح طرح صاحب کے کی ہے وہ صرف انہیں کا
جوتہ ہو سکتا ہے اور اس تشریح میں ان کو وحشرہ و طرح اس ہے اور ان کو یہ حالت
آتا ہے کہ وہ بے پائے پھرتے نہیں سکتے۔

اور وہ کہ انشاء اللہ اس کی قرآنی فطیوں اور قرآنیت کو لوگ سنے
نکھ جائے گا۔ اگر ان کی قرآنی بصیرت حدیث مسلوں پر بھی آشکارا ہو جائے اور خود
ان کی کو بھی معلوم ہو جائے کہ انہوں نے اس مظلوم کتاب پر کس طرح اور کس قدر ظلم کیا
نکھائے۔ جیل ہونے کے علاوہ بہت ہی حدیث انفرسٹ بھی دیکھیں، صفر
اور انہیں کا پورا ہو جائے۔

اس جگہ ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مذکورہ پہلی کہ چھوٹے کے بعد
انہوں کی تمام اور نظریات کا حال یہ ہے اور وہ قرآن اور حقیقت پر تکیہ
سے محض اپنے نفسی نامہ کی پیروی میں وہ کس طرح سرکشی کر رہے اور اس کی
تدوین عقلیاتیات اور توحیدیات کا کس طرح انکار دیکھ کر ہے بکرا اس کو
فخر تصور کرتی ہے۔ ذرا ہی پڑھیں صاحب کے چند لفظیت اور فائدہ نظریات
ملاحظہ کریں۔

۱۔ احادیث

احادیث سے متعلق وہ یوں اپنی رائے کا اظہار کرتے اور لکھتے ہیں کہ :-

”احادیث کی جس قدر کتابیں جلتے پاس موجود ہیں وہی ان کے علم سمیت“

ان میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا ہو کہ اس کی اصل

مفق ہو چکی ہو، جو رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے۔ اس بات پر ہی غصے کے لڑکائی کرتے

ایسے نہیں رہتے جس کے مخالف رسول اللہ ﷺ کے ہوں۔ تمام احادیث روایات بالسنن

میں : دعوئے طرح اسلام میں کفر و کفران کی صورت پرستی اور توحید

اور تمام حدیث حضرت اہل بیت میں لکھتے ہیں کہ :-

”احادیث کی جس قدر کتابیں جلتے پاس موجود ہیں وہی ان کے علم سمیت“

ان کے مخالف رسول اللہ ﷺ کے نہیں ہیں یہ احادیث روایات بالسنن ہیں۔ (ملاحظہ)

ملاحظہ کیجئے کہ پروردگار صاحب کی کس قدر دیدہ ویری اور جہاد سے ہے کہ

بخاری اور مسلم سمیت احادیث کے پانچ ذخیروں میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں

جو انھیں اصل اللہ صمدیہ و تم کے دہی مہارک سے نکل ہو اور جس سے متعلق یہ کتاب

درست ہو کہ وہ آپ کے مخالف ہیں، جن کو بحال مخالفت محدثین کو لازم ہے اپنی

کتابوں میں اپنی قدر واری سے ضبط کیا ہے مگر یہ تمام روایات بالسنن اور روایات

حدیث کی کورتیاں ہیں، مگر جو کوشش فرمیں ان کے لیے روایت ہے اور وہ شخصیت

پستی کا ملکہ ہیں اس لیے وہ ان کو صحیح اور محمول ہا، سب کے پیچھے ہیں۔

قد شیعہ کا نام : آپ ثقیل حدیث میں ملاحظہ کریں گے کہ صحابہ کو ان کے خلاف

گمراہ سے سے کہنا شروع فرمایا کہ آپ حدیث تک کس انت اور ہفتابی سے ،

کس گفت اور اس سے ، کس جنت اور ثقیل سے ، کیسی روایت اور طبیعت سے

انتہی تمیز (و علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے پتھر پیا سے نبی کی پیدائی ہوا

دین ہی ہو سکتا ہے جو عقین ہو، عقلی اور قیاسی دہرہ؛ و لفظ حدیث
جستہ نقل سے لے کر لکھتے ہیں کہ۔

”آپ فرمادیتے کہ قرآن کریم سے پیشتر کی تمام کتب ساری کو قس
نے عقلی اور قیاسی قوت سے کرنا قابل اعتقاد نہیں ہے۔ الخ
(مقدمہ حدیث ص ۱۷۱ حصہ اول)

تمام کتب ساری کے بارے میں اس علمی دہرے کا بار ثبوت تو یہ حساب
ہوگا اور اس کی تفصیل کا یہ تمام ہی نہیں ہے مگر اتنی بات تو اس حوالے سے ہو جائے
آشکارہ ہے کہ عقلی اور قیاسی چیز قابل اعتقاد نہیں ہو سکتی۔

جملہ اہل اسلام اس طرح عقین ہیں کہ عقلی اور قیاسی کی مدد عقلی اور عقین
اقال پر صرف قرآن کریم کو محال ہے اور اس کے بعد حدیث متواتر اور ہر اہل
عقل کہ۔

یہ تو حساب اگرچہ حدیث اور اہل انصاف کے قابل نہیں ہیں مگر اس
کا انکار نہ ہے کہ عقین چیز صرف قرآن کریم ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ۔

پانے تو پینے چیزوں تک کہ احترام ہے کہ علمائے دین کے پاس جو قرآن کریم
موجود ہے وہ صرف حقائق ہی ہے جو نبی اکرم و صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیا
تھا اور جو لوگوں کی مخالفت کا اثر خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے، اس لیے
اس کا یہ آخری پیغام تو ایسا ہے کہ اس طرح منہ لایا ہے کہ یہ سب عقین چیزیں
کے دین ہو سکتی ہیں دیکھا اس کے لیے کئی گنا نقل نہیں۔

(مقدمہ حدیث ص ۱۷۱ حصہ اول)

۳۔ مرکز ثبوت اسلام کیا ہوگا؟

اس اعتبارات سے یہ بات آفاقہ غیر مذکورہ اشکارا ہو گئی ہے کہ

پہلے اس مسئلے کے نزدیک جو پہلی قرآنی صدقیاں ہو وہ یہ ہیں جو مکتبی اصولیاتی اور
قیاسی چیزیں اختیار کی گئیں ہیں کیا یہ علماء کی عقلی پرکھ و صرف قرآن کریم ہے اور جس
سب سوال پر یہ جواب دیا گیا کہ جب قرآنی صدقیاں دی گئیں تو ہم نہیں کہہ سکتا اسدہ ان
مقتضیات اور الفاظ شنیعہ کا مستحق ہے قرآن کی اجاحت ہی یہ بتائے کہ جن چیزیں
کی تعلیم میں کام کرنا قرآن کے گائیڈ لائن ہیں ان کی قرآنی و اگر عقلی ہی تو یہ بتائے گا
کہ مرکز قرآن کی یہ خود ساختہ تعلیم کہ جو نہایت قرآن کریم پر مبنی ہیں۔ پھر
یہ عقلی اور فلسفی بحث ہو گئیں اور اگر عقلی اور فلسفی ہیں تو حوالہ مذکورہ اصولیاتی
کے تغیر و تبدل سے اس میں تبد بدل کیونکر کیا جاسکتا ہے؟ کیا فلسفی چیزیں بھی
تغیر ہو سکتا ہے؟ اور اگر یہ قرآنی ہیں تو یہ دینی کس طرح کی گئی ہیں؟ کس طرح کی گئی
ہیں؟ اور اگر مرکز قرآن کی تعلیم کہ جو نہایت دینی ہی مکتبی یا عقلی ایست کی
تفسیر اور ترویج کی گئی ہے تو اگر یہ مرکز دینی ہیں تو اس حدیث کیوں اس قدر قرآنی ہونے کے
دین نہیں ہو سکتیں؟ کوئی اختلاف فرقی واضح اس میں ہونی چاہیے اس بحث سے
اس مسئلے پر کوئی فرض نہیں کہ جیسے مرکز قرآن کی جو نہایت دینی اور عقلی
کے لحاظ سے تغیر و تبدل ہو سکتا ہے اس طرح اس حدیث کی جو نہایت دینی بھی
ہو سکتا ہے۔ وہ اپنی خوشی سے ہو سکتی ہے۔ صرف نگاہ اس پر
جانیے کہ یہ عقلی چیز کسی بھی وقت اور کسی بھی حالت میں دین کیوں ہو گی
ہے؟ مثلاً آپ کہہ کر مرکز قرآن کی قرآن و حدیث کے کہہ کر مرکز قرآن سے
دس فیصدی کے حساب کے وصول کرنا ہے۔ سب سوال یہ ہے کہ یہ عقلی یا
کے اعتبار سے عقلی اعتقاد ہو گی یا نہیں؟ اور اگر یہ عقلی اعتقادوں کا فرض ہو گا اور
مرکز قرآن کا قانون اس کے انفرادی اعتقادوں کے تحت سے منسلک کا تو سوال یہ ہے کہ
مرکز قرآن قرآن کریم کی طرح کوئی عقلی یا دینی ہے اس لئے اس لئے تعلیم دینا

اور اگر یہ کہ حضرت قرآن کریم کے لئے اس کے ساتھ ہر گز اور دشمنی کیلئے ہو گا
اور غیر یقینی چیزیں کہتے ہیں جیسے کہ: یہ چیزیں جو دشمنی ہو گی اور اگر ایسا ہے تو پھر
اس کا مطلب اس کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے کہ رسول میں تو ظنی ہونے کے سبب
یقینی ہر ملک کی چیز نہ تھیں نہیں ہیں اس لیے کہ وہ غیر یقینی ہیں اور موصی
ہوئی ہوئی ہیں۔

پتہ نہ صاحب اور ملک کی بھارت کو اس پر ٹھٹھ سے بدلے سے ملک کا دوسرا
دولت کا باب دیکھو۔ اور اگر ان کے یہ نظریات ٹھیک ہیں کہ یقینی چیز صرف
قرآن کریم ہے اور باقی سب کچھ غلط ہے اور میں صرف یقینی ہو سکتا ہے کہ غلطی
عام اس سے دینی کے اصول اور عقائد ہیں یا فروع اور احکام۔ تو ان کو مرکز ملت
کی عزت نہ کریں قرآنیت کے لیے کوئی دشمنی اور ظنی نہیں کہنا ہو گی۔ رہا
پتہ نہ صاحب کا طعن اس مقام کے ایک شاعر میں ایک دہائی کے جواب میں
یہ کہنا کہ آپ کو کہیں نے کہا ہے کہ تمام احادیث کو ترک کر دیجئے اور محض قرآن
اس سوال کا جواب یہ ہو گا نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان احادیث کا ذکر
جب قرآن کریم میں نہیں ہے، تو آپ ان کا یقینی کہاں سے کرتے ہیں۔
اگر صرف اور سوال سے کرتے ہیں تو گناہ چیزیں کیلئے ہی کہتے ہیں تو ظنی
اور یقینی چیزیں ہو سکتی ہیں اور یہ صرف قرآن کریم ہے اور میں۔ اور اگر اس کا
معنی ہے کہ مرکز ملت کا کام ہے تو اگر ہمارے شیخین ہمارے دین میں منہ نہ
بیکشت کے اندھا دیکھتے ہیں کہ ہر جہاں میں ہر مرکز ملت ہے کہ ان سے ہر چیز
تبدیل کر کے تو پھر کیا حکم ہو گا۔

بہت ممکن ہے کہ مشافہوں کو غیر خواہ اور ہر مرکز ملت کا مطلب ہے
کہ صاحب پتہ نہ صاحب دینا دینی صاحب دینا نہ صاحب اور بقی صاحب

دھڑو بیٹے، صاحب چٹکل ہو گا۔ موجودہ دھڑوں، کالپوں، کھٹانوں، دھڑلیوں اور
 قند کے کھٹانوں کے انصاف کی خند صرف ایک ہی رکھتے ہوئے رہے۔ اور
 خند و صبر و خیر کے انصاف میں دیکھ کر ایک باگریہ ہو گا۔

کئی مستقل وجوہ نظر نہیں آتی کہ یہ مرکز قوت مسلمانوں کے حق میں دل گرفتہ نہ ہو
 ولولہ و جذبہ اپنے دل میں نہ رکھتا ہو اور خدا و خیر و دیگر لوگوں کو اس کے سامنے
 جو تباہی میں مبتلا ہو رہا ہے نہ دیکھتا ہو۔ اگر لاد کر لے۔

ہر مرکز قوت مقفیض بلکہ شارع ہو گا۔

مرکز قوت مقفیض بلکہ شارع ہو گا۔ جو قوانین و دستاویزیں کہے اور یہ شریعت
 ہو گی۔ چنانچہ پرتو صاحب ہی فرماتے ہیں کہ۔

”اگر آج ہم یہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں قرآنی منہج کے مطابق شریعت
 کا نفاذ ہو کر اس کا لفظ صرف یہ ہے کہ ہم قرآنی اصولوں کی روشنی
 میں اپنے خدا کے کھٹانوں کے مطابق اپنے قوانین خود مستقیم کریں یہی
 قرآنی شریعت، ساری کوشش کے مذکورہ قوانین جو اپنے نڈلے کے
 حالات کے مطابق کسی بھی منہج کو مستحق وضع کئے گئے تھے۔“

و طبع اسلام بہت زیادہ اکثر پر مشتمل اور حق معنوی نہ کرنا اور پرتو صاحب
 اور جو نہایت کامیاب اور قابل صرف پاکستان کے باشندوں کے ساتھ
 ہی خاص نہیں ہے بلکہ ہر نڈلے کے مطابق اس میں خدا اور خدا کے خالق اور مخلوق
 کو ملنے ہیں۔ چنانچہ پرتو صاحب ہی لکھتے ہیں کہ۔

”ہر نڈلے کے مطابق اپنے اپنے نڈلے کے کھٹانوں کے مطابق اس
 اصول انصاف کے حصول کے لیے عملی جزئیات خود مستقیم کریں گے۔
 (طبع اسلام بہت زیادہ اکثر پر مشتمل ہے)“

اور پھر آگے کہتے ہیں کہ :-

”اس کے اصولی حکم اس پر مبنی ہیں جو چھ مخلوقات اللہ کا ہوتا ہے
اور جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی، لیکن اس اصول کی جزئیات
حالات و حالات کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ ملتی جلتی رہتی ہیں اور
جس کے ذریعہ یہ بات کو شریعت کو ہوتا ہے“ (۱۹)

نیز یہ کہتا ہے کہ :-

”جس جزئیات کو خدا نے خود متعین نہیں کیا ان کے متعلق خدا کا مفہوم ہی
ہے کہ وہ ہر زمانے کے تقاضوں کے مطابق بدلتی رہتی ہیں۔ اور جس جزئیات
کو رسول اللہ نے متعین کیا ان کے متعلق حضور کا یہی یہ مفہوم نہیں تھا
کہ وہ قیامت تک کیلئے ناقابلِ تغیر و تبدل رہیں“

(مکمل حدیث بعد ۱۹)

اس سے معلوم ہوا کہ ہر زمانہ کے حالات کے تقاضوں کے ساتھ جزئیات
مذہبی بدلتی رہی گی۔ لیکن یہ کہتا ہے کہ خداوند و شہداء اور اس کے بعد کے مخلوقات
زہدوں اور متعدد حکموں میں خود شکلوں میں کے حالات کے تقاضے ہوتے نہیں
تھے اور کوئی وجہ نہیں کہ انہوں نے اپنی جزئیات خود متعین اور حسبِ ذہن
پایہ نور پر مبنی اور ہر وقت کے شکلوں کی شریعت الگ الگ اور جدا جدا ہی
کی اور آج بھی اسکی ایک پہلے حالات کے تقاضوں سے اور جو کہ جڑا بہ مخلوق
وضع کرنے کے لہذا ہی۔ اور لہذا ہی ہے کہ جب ہوتے ہوئے تقاضوں کے
تحت جزئیات بدلتی رہی گی تو ہر وقت کا ہر وقت جدا جدا ہو گا۔ اور چاہے کہ وقت
مختلف ہوں گے اس لیے ان کے چروں میں بھی اختلاف ہو گا۔ پھر معلوم نہیں کہ
وَقُلْتُ مَتَىٰ يَأْتِيهِمْ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْفَتُهُمْ لَا يَسْتَوُونَ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الْبِرَّ وَلَا يَضُرُّ الْفَسَادُ

گروہ مسلمانوں کی تعداد میں آگاہ نہیں اور شرک قلم پڑتا ہے مگر وہاں کا مرکز قلم نہیں ملتا
 و حکام کو بھی بدل ڈالنے تو شرک نہ ہو معلوم نہیں بہت کیا ہے ؟

پتہ چلے گا سب کا یہ فرق اور فرق فلسفہ ہے کہ صحابہ کو ائمہ سے یکساں ہونے سے منع
 کیا ہوا ہے اور تعامل تو بہت نہیں اور نہ ان کی اہمیت ہمارے برابر ہے مگر جو دوسری صدی کے
 نے عمل مرکز قلم کی اہمیت دھڑم ہے شاید بعض اس لیے کہ وہ ان کا مرکز قلم ہے
 ایک صورت بھی خصوصیت سے خالی تو رہا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ بعض علماء

پر جناب علی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض اوقات دنیاوی احادیث اور مذہبی
 امور میں فرق فرمایا ہے ۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ طیبہ
 تشریف لے گئے اور وہاں کے لوگوں کو ایک مخصوص طریقہ پر گھڑ کے دو بھڑوں میں
 قلم لگاتے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم میرا ذکر و قلم بھی سناؤ تو ٹھیک ہے کہ چنانچہ
 اس مسئلہ اس کا وہاں کے ترکہ کی وجہ سے پہلے گم ہوا تھا ۔ صحابہ کو ائمہ نے اس
 کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا میں ایک بطور اور انسان ہوں جب تمہیں دین
 سے متعلق کچھ کہوں تو اس کو غور کرو ہے دنیا کے امور تو منقذ اعدہ ہند
 دنیا کا منقذ و مسلم جہنم ہے تم دنیا کے معاملات کو غصے سے بہتر مانتے
 ہو یہی پایا ہوگا ۔ لیکن پتہ چلے گا سب کا کسی تفصیل کے یہ لکھتے ہیں کہ ۔

• قرآن و نبوی امور میں کسی امر میں کوئی فرق نہیں کرنا •

(شرح مسلم ، باب المکرر ص ۱۹۷ ، ص ۱۹۸ ، ص ۱۹۹ ، ص ۲۰۰)

• پھر قرآن لکھنا ہے کہ •

• لفظ "ان" میں تفریق تشریت (یعنی تشریف) جو غیر و شرعی ہوا •

• میں میں دین و باطن عبادت کے خالی تھے ۔ مقتدا ، چھ مہینے ہیں قرآن
 کی دوسری شرک ہے : (یعنی شرک) •

تجربہ کے بعد وہ صاحب پر توڑ صاحب کو غصے میں داخل ہوئی ہے، جبر و جبروت
 خدا ان کے استاد محمد مریم طاہرہ رحمہ صاحبہ جبر و جبروت کی کرامت اور برکت کا اعلیٰ
 ہے۔ شہادتِ اقدس فی ہندوستان ملک کوٹ ملک شہادت۔ ۵

وہیست جنیں طہریات چہیں

۵۔ پر توڑ صاحب کی قوت کا افسانہ کیوں ہے؟

نہاں تو کیا ایک سونے کی لکڑی میں یہ ہوتا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم کی زندگی ایک جامع زندگی تھی جس میں عقائد و اعمال، اخلاق و معاملات اور
 دین و دنیا کی تمام جہتیں موجود تھیں اور اس جامع اور مکمل زندگی کو قرآن کریم میں جو غور
 سے تعبیر کیا گیا ہے اور آپ کے پیروکاروں پر اس کی اخلاقیات و فرائض کی
 ہے کہ فرائض و احکامات میں یہ اخلاقیات لازم اور فرض ہوگی اور صرف محکموں
 پر ہی کہنے والے کو غور و محنت کرنی ہوگی اور قیامت کے دن آپ کی نیاں و طاقت
 نصیب ہوگی اور یہی علامت ہے کہ انصاف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھنے اور
 بیٹھنے، کھانے اور پینے، سونے اور جاگنے پگھلنے اور پھرنے وغیرہ امور دنیاوی
 اور دنیوی میں اپنی انسانیت کے ساتھ پیش کی ہے۔ غلطیہ کہ کھانا دینا اور
 کھانا اور دینا کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ سونے وقت پڑنے اس پر ہر سوز اور یہاں پر
 جب غور و فکر کی زبان پر نہ آتا ہے، یہی مسجد میں داخل ہوتا ہے اس پر کچھ
 نکلو، یہ پر غور و فکر کی زبان پر نہ آتا ہے، یہی مسجد میں داخل ہوتا ہے اس پر کچھ
 کی ایک ایک سنت اور ایک ایک حرکت وادارہ پر جان خدا کہتے ہیں اور اس
 میں اتباع کرنے کی ہمت کی کوشش کرتے ہیں اور کچھ اللہ تعالیٰ اس پر فتنہ اور
 اور چرک اور فتنہ میں اب بھی اخلاقیات کہتے ہیں مگر سب وہ پابندی ہے جس پر
 پر توڑ صاحب اور ان کی اہل بیت کا ہے اور وہ اس کی کوشش کو سب سے پہلے

نہتے ہیں اور وہ نَفَذَ مَقْرَنًا لَمْ يَكُنْ فِي رُكُوعِهِ اَشْفُو اَشْفُوًا حَسَنَةً کے پیش نظر
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اور گرج سے کہ ایسا لگتے
 ہیں جیسے ارشاد فرماتا ہے۔ **مَنْ عَمِلَ عَمَلًا مِمَّا مَسَّكَ فَمِنْهُ مَنُ قَبُولَةٍ**۔
 چنانچہ پتوڑ صاحب لکھتے ہیں کہ۔

”مذہب کی دنیا میں تیسری چٹائی زنجیر (زنجیر کو پھٹے کا پیرا میل ملندہ
 پر پتوڑ) و شواہد کی لغت سے درج ہے انگریزی میں *chain* اور ہندو
 کے لائن پر جنت اور جنت میں ان قوانیت کہ جانتے ہیں وہ زنجیر ہیں جو انسان
 کو ایک قدم بھی اپنی مرضی سے اٹھانے نہیں دیتیں۔ یہی میٹر ہیں انٹرویو
 سنڈ، یہی جانگر، یہی چورو، یہی کھان، یہی پتہ۔ دلوں پاؤں پر جس
 پاؤں لکھو، یہی جانگر، یہی کھان، یہی پتہ کی پتہ کی ایک سبب انٹرویو
 کی *reconnection* بنائی جاتی ہے۔ سولہ علم اگر نہایت پر یہ لکھیں
 قدماں اور زنجیر کی کسی استخوان لکھیں۔ رسالت محمدی نے ان تمام
 زنجیروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دکھ دیا۔ وقرآن کریم کی کس آیت سے جانتے
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دکھایا تھا کہ زنجیر کاٹ کر
 رکھ دی ہیں۔ مصنف اور کہہ دیا کہ خدا اور بندے کے درمیان کوئی قرعہ عالی
 نہیں ہو سکتی۔
 قانون کی ملامت میں و شواہد کا کیا

کام؟ (مختلف طرح اس طرح ۱۰۰ گزور **مَنْ عَمِلَ عَمَلًا مِمَّا مَسَّكَ** کے نام)
 غلط کیا آپ نے کہ حدیث اور عالم اسباب میں حدیث کی یہ حد
 جماعت علیہ اور ان کی قوانیت سے پتوڑ صاحب کو کہیں کہہ دے اور وہ
 اس کو کہیں و شواہد کی ملامت سے تعبیر کرتے ہیں؟ اور اس کی زنجیروں کو لکھنے
 کے کہیں لکھتے ہیں؟ اور وہ اللہ تعالیٰ کے اسوی قہر و انک و اسوی

کہ کس طرح بھاگ بھگنے کے مستحق ہیں؟ اور اس جیل خانہ سے دو ہزار اختیار کرنے
 کے لیے انہوں نے کیا پھر دو لاکھ اختیار کیسے ہے اور اس جیل خانہ کے محاذ کی
 دستوں کو حمل پرستی، دواؤں پرستی، مژدہ پرستی اور غرضی پرستی وغیرہ کے عنوان
 قائم کر کے اللہ کی توفیق اور انہیں پرستی کی ہندو سے نظروں کو کرنے کی کامیابی کی ہے۔
 محض اس لیے کہ ان کی سبھو سبھالی ہوئی ذخیرہ پر توجہ صاحب جیسے اندیشہ رکھنے
 اپنی مرضی سے ایک قدم اٹھانے نہیں دیتے۔ آخر اس گراں ہونے اور سبھو گراں
 ذخیروں سے آزادی حاصل کرنے کے لیے توجہ صاحب نے کچھ سبب توجہ
 اس پر غور فرمائی ہوگی۔ اور وہ آسمان اور زمین غلوں میں اس کے عزیزوں کی طرف
 ہو سکتا ہے کہ سبھو سے مدد اور توجہ صاحب جیسے مدد پرستی پر اختیار ہی نہ کیا
 ہونے بلکہ نہ رنگ گئے نہ پشیمانی۔ اور یہ توجہ صاحب نے بھی بتایا کہ جو اس نے اپنا
 لئے دیکھئے اس وہ خدا تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان عالی کبریاں لگاتے
 ہیں؟ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر حسد پر حمل کرنا کافی ہیں
 قوت اور طاقت ہے جو خدا اور بندے میں عالی پہنچاتی ہے؟ اور اگر کوئی
 شخص پر توجہ صاحب کی طرح اپنی مرضی سے کسی کو کچھ اسرار حسد سے مستثنیٰ
 کر کے خود سبھو ذخیروں میں جکڑنا چاہے تو اس کی بات مہذب ہے۔ لیکن یہ توجہ
 صاحب کو اس کی وسعت کرنی چاہیے تھی۔ مطلقاً جو شوائب اور کوارتس
 کو حسد کر رہا انسانی دینہ دہری اور سبھو میں کی گئی توجہ داری ہے اور
 وہ بھی حسد کے خلاف ہے۔ یہ صورت پر توجہ صاحب ہی کو زیادہ ہے۔ بشور ہے
 کہ یہ سبھو شکر کی دالی، اصول و لا قوۃ الا باللہ۔

پھر اگر میں یہ توجہ صاحب کے قانون کی وسعت میں پیشوائیت کا کیا امر
 کا یہ مذہب پھر لگا کر جس انسانی پرستی کا ثبوت دیا ہے وہ جس ایک خاص امر

پتھر صاحب ہی بتائیں کہ کیا قانون کی دفعات اور ضمت کو کوئی شخص
 اس کے پیش سے بیکر کر آیا کرتا ہے؟ یا اس کو کوئی حق قانون دان کے سامنے
 لانے کی خدمت کرتے پاتے ہیں؟ یا یہ کہ وہ خود اس دعوہ کو یہ حق حاصل ہے
 کہ وہ قانونی دفعات کی تشریح کر سکے؟ اور اس کی ہر چیز کو حل کر سکے؟ اور اس
 کی شخص پر ریاست کی فلاحی جملہ کے؟ اگر یہ کہ اس کو یہ حق حاصل نہیں بلکہ قطعاً
 نہیں۔ تو انہیں ہدایت کہ قانون کی مصلحت سے بیکہ تغیر ہرگز نہیں ہو سکتی اور شریعت
 اس میں قانون کو کہنے اور کہنے والی طائیت سے بھی ہرگز استغناء نہیں ہو
 سکتا۔ جنہوں نے اپنی عزیز ہدایت اس کو حاصل کرنے اور پٹھانے پٹھانے میں گزر
 دی ہیں۔ باقی علماء، شہداء اور ہندو گرجاؤں میں وہ بھی وہی ہیں۔ ہر ایک کو وہ یہاں میں
 فکر صرف صحت کر کے سوچا ہو گا۔ ہم ان کو پتھر صاحب کے بھی زیادہ بہتر ہدایت
 ہیں۔ بات صحیح قانونی خدمتوں کی کہ کہنے اور کہانے والوں کی ہمدی ہے اور وہ
 صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو فرائض کو صحیح و غلط و حیر و کے گروہ میں شامل
 ہو کر مشاغل کے پیش اور مستند کہنے کے مستحق ہیں۔ جن کو پتھر صاحب نے
 ملاحظہ ہو۔ پتھر ریاست کی صحت سے تغیر کر کے پٹھانے والی وقت کی ہمدی جس
 نکالی ہے اور ایک ہی جملہ میں صحت کی زندگی کو ناک میں لانے کی ہے ہمدی ہے
 مگر ان کو اس سے کیا عرض کر انہوں نے اس صحت کے لیے کیا کچھ کیا ہے؟ انہوں
 کو کہ

وہ لوگ تیرے ایک ہی شوقی ہیں کہ تیرے
 پیسے کے خاک نے تھے جو خاک ہیں کے

۹۔ زکوٰۃ

ان کا اس صحت میں سے ایک کہ زکوٰۃ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری

اور علماء میں چڑھوں اور قیچوں، بیخونوں اور نکالوں کے لیے عائد اور فرض کی ہے ۔
قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اہل حق اور حق کے انصاف اس کی بحث کی گئی ہے مگر
اس کا انصاف قرآن کریم میں یہاں نہیں کیا گیا، بعینہ اس طرح جس طرح خدا کی کتاب
دنیوا اس میں یہاں نہیں کی گئیں مگر تمام حدیث اور سو فیصدی مسلمان اس پر متفق
ہے کہ آیت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم خداوندی کے مطابق سونے
چاندی، نقد اور سامانی تہمت میں پالیسوں چھتہ تھوڑا کیا ہے۔ مثلاً ہوائی انصاف
سونے کا ساٹھ تہمت تو ہے اور چاندی کا ساٹھ تہمت ہوا تو ہے۔ ان میں اگر کسی
چھ تو اس کا بیسویں حصہ اور اگر چاندی ہے تو دسویں حصہ اس طرح ہاتھوں کی نگرانی
کا انصاف اور جو من حمل دنیوا اہم قیود و شرائط کا انکم و بیش تمام کتاب حدیث
اور فقہ میں مذکور ہے۔ اس کا ایک کتاب کسی کو اس کے ہاتھ میں کئی تہمت گئی
لاحق نہیں ہوا مگر پرتو صاحب اور علی کی غور و جاست اور مسلمانوں کو حدیث
ملائمت اور اثبات کی اعانت سے رائی چٹے کے لیے معرقلی وجود اور انصاف شہود
پر غور کر رہی ہے۔ وہ نگرانی میں نصاب کے پرچہ گراں اور انگریزوں کی غور و جاست
برداشت کرنے پر آمیزہ نہیں ہے۔ چنانچہ پرتو صاحب نگلتے ہیں کہ
ہاں مثلاً قرآن کریم نے حج کے ارکان کی گزشتہ کتاب کا ذکر کر دیا
ہے دیکھا اس کا ذکر بھی قرآن کریم میں ہے کہ طواف کے رتہ ہو؟
ایک مرتبہ اور مرتبہ؟ تین دفعہ سات دفعہ؟ پھر کیا اس کا بھی ذکر
ہے کہ طواف شروع کہاں سے کرے اور ختم کہاں کرے؟ بلکہ وہ یہ بھی
بہت ممکن ہے کہ ہشتی اور سواہل وغیرہ سبب و عام لوگ ہر سورت
سے شروع کر دیں اور شاہی وغیرہ کی شاہی سے خود اپنی روشنی
وہ حج وغیرہ کے قائل ہوں، ادب اور عدوانہ سے، کیونکہ یہ سب

کچھ ان کے حالات کے تقاضے پر گاہے گاہے لیکن ان کا مقصد
 یہ نہیں۔ اس لیے کہ ہر ملک اسلامی حکومت خلافت میں کرے گی کہ
 جسے کسی قدر پچھلے کی ضرورت ہے اور اسی حد تک وہ قوم استیسی
 وصول کئے گی۔ (قرن علی ہذا و حقہ مصداق القرآن جلد ۳ صفحہ ۴۲)

خود کیجئے کہ ہر قوم میں جو ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح
 اور صریح احادیث اور ائمہ کے اجماع و اتفاق کے مقابل میں کسی حکومت سے
 ضروری شریعت میں کھڑا کرنا ہے کہ اگر وہ ان کی تعلیم میں نہیں ہے۔ اور ہر
 قدر کہ اسلامی حکومت یہ خود مستی کرے گی کہ اسے کسی قدر پچھلے کی ضرورت ہے
 ظاہر ہوتا ہے کہ جب اگر وہ ان کے احکامات میں کھڑا کرنا اسلامی حکومت یا ان کے دیگر
 وقت کا کام ہے تو اس کی شرع حاکم اسلامی ملکوں میں یقیناً حاکم ہوگا اور ایک
 ہی اسلامی ملک میں حالات کے بدلنے سے میں یقیناً یہ نصاب گھٹا ہوگا
 اور چھوٹا ہوگا۔ لیکن اگر وہ اس نصاب کے کسی طرح متنازعہ ہوگا جتنا
 پورے خیر و برکت میں ہونے کا اور جتنا گھٹا ہے، گھٹا ہونے کا۔ حتیٰ کہ اگر
 کوئی نفاذ ہو اس کو ہر ملک کی عیب میں بیٹ کر رکھنا چاہیے گا تو اس کے
 بدلے میں لیکن یہ کہ اور اگر کسی وقت اسلامی حکومت یا ہر وقت میں کہنے
 تو ہر ایک کی ضرورت سے نفاذ کی کہ وصول کر لیا ہوا کتاب مگر یہ کہ یہ
 یہ جتنا حل نہیں کیا کہ اگر اس حکومت اسلامی ملکوں کی یہ رقم پچھلے مصداق شدہ قرآن
 تعلیم، انسانی اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں، چھپائیوں اور دیگر ملازمین کی
 اور غیر ملکی ضرورتوں کے لیے وصول کئے گی اور ضرورتوں کے لیے یہ رقم ملے گی
 مصداق کے لیے ہر طرح کے اس ملک کی حکومتوں کے سامنے متعدد ملکی اور
 غیر ملکی اسکیں ہوتی ہیں۔ جن کے بغیر وہ معاشرے کی کوئی حکومت ایک ہی

حکومت نہیں چلا سکتی۔ اتنی وسیع حد ہے ادارہ ایگریکلچر کے ہوتے ہوئے فخر اور
 مساکین وغیرہم کے بلے کیا کہہ سکتا ہے؟ جب کہ خوش ہوں آبادی اور غریبیت
 زندگی کی گزالی کے پیش نظر سوچو اور بھی اہم ہو جاتا ہے اور غریبیت و افلاس سبب
 و غم کی آواز۔ زافروں ترقی پر ہے نہ ہی اس شکل کے پیش نظر پورے۔ حسب وغیرہ
 نے زکوٰۃ کے مسئلہ میں تاہن ذرا عجیب شدہ تصدیق کے متعلق ہونے کا انکار کیا ہے۔
 منگی اس پر پشانی کا طرہ ہرگز نہیں ہے۔ کیا اس کا علاج اس صحیح صورت سے ممکن
 نہیں ہر اس قسم میں داغی پائی آتی ہے کہ سونے اور چاندی وغیرہ کی دکانوں اور لوگ
 اپنے غیر اور ممکن کر شدہ طوروں اور دیگر طرح زکوٰۃ افروز کو روکری اور حکومت زمین
 کی پیدائش اور چاندی کی زکوٰۃ خورد و مول کرے۔ اور مال نے اور غیرت کے علاوہ
 سرکاری اسٹیٹ شدہ جگہ سے مختلف قسم کی کالیں، سرکاری دکانوں کی پیداوار کو انکو
 اور ان کی آمدنی وغیرہ سے حکومت اپنی ایکسپریس کرے اور اگر ضرورت سے اس
 سے پوری نہ ہوتی ہو تو زکوٰۃ کو وصول کرتے ہوئے بھی اس کا حقین شدہ نصاب
 جوں کا توں پہنچائے۔ اور ادارہ، خدایت، بیڑ، محنت اور دیگر اہل صنعت و
 حرفت وغیرہ سے حسب ضرورت ایکس وصول کرے۔ لیکن شریعت حق کی
 متعین کردہ حدود اور شرائط کو اور زکوٰۃ کے نصاب کو اپنے دست بردارے اور
 شکے۔ اس کا کام بھی چلتا ہے اور متعین شدہ نصاب میں بھی کمی و بیشی نہ ہو۔
 کیا اسلامی حکومت کا کام صرف نصاب زکوٰۃ کو بٹانے ہی سے ہو سکتا ہے؟
 اور ہاں؟ کیا اس کو ہر قدر دیکھ کر اور حسب ضرورت ہنگامی ٹیکس عدا کر کے ایک کڑا
 ٹیکس نہیں ہے؟

اسلامی حکومت کی اس دلی پشانی پر علماء، ائمہ نے اپنے دور کے مختلف
 تقاضوں کے مطابق متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ مکتبہ القرآن، مکتبہ النور

اور مصطفیٰ ابن حنفیہ وغیرہ وغیرہ میں جس قدر قابلِ درجہ ہے اور اس زمانہ میں اس قدر
کا انکشاف ہی کلام بھی کافی معلوم ہے اور یہ کہ بہترین کتاب ہے۔ مگر میں صرف
میں سے کبھی کسی کو نہ جانتا تھا کہ یہ کتاب اصل اللہ علیہ السلام
کا مقرر کردہ اور خداوند تعالیٰ کا مقرر کردہ ہے۔ یہ ان کی اور ان کی
میراث میں صرف مقرر کردہ ہے اور یہی ہے اور بس!

ایک اور بات بھی قابلِ غور ہے کہ اگر کسی وقت بد قسمتی سے اسلامی حکومت نہ ہو تو پھر زندگی کے ان مسائل میں کیا حکم ہو فیصلہ صادر ہو گا یا اصول و بات کتب تاریخ کے اوراق پر چمک رہی ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد صحیح معنی میں اسلامی حکومت کس رہی؟ اور کتنی دیر رہی اور کیسی حالت میں رہی؟

بقول پند و سبب عارف و کاتب میں تبدیلی ہوگئی اور پھر سکر ہے یہ
شیرازہ ہی غنیمت ہو گیا (مکتوبہ معاصر حضرت جعفر علی رضا)

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

تو خدا را می‌خوانی و می‌پرستی

۱۰۰

چنانچہ پیر و صاحب کی بصیرت قرآن و حدیث طریق و رسم گنت ہے کہ:

ہاں ہے اگرچہ اس ٹیکس کے علاوہ کسی اور ٹیکس جو اسلامی حکومت کے لئے
چاہتا ہو اس ٹیکس کی کوئی شریعتی بنیاد نہیں ملے گی۔ اس لیے کہ شریعت

و محمد مروتی کی ہے۔ حتیٰ کہ ہنگامی صورتوں میں حکومت وہ سب کچھ
 وصول کر سکتی ہے جو کہیں کی ضرورت کے لئے ہو۔ وَقَدْ تَوَكَّلْنَا عَلَى اللَّهِ فَكَيْفَ يُفْلِحُ الْكَافِرُ
 (المعین) لہذا جب کسی بگڑا ہوئی حکومت دیکھو تو یہ یاد رکھو کہ یہی باتی نہیں رہتی ہے
 و منظر طبع و صوم و جزئی شکستہ است

یعنی سب کا کھل جاتا ہے۔ اس کی حکومت دیکھو تو یاد رکھو کہ یہی باتی نہیں رہتی
 اور ظاہر ہے کہ اس وقت تک کہ خلافت راشدہ کے بعد ہی سے اس کی حکومت
 کوشیزہ صدیوں سے بکھر چکا ہے۔ لہذا اس وقت ذکر کی طرح اس کی حکومت ہے
 بعد از گونا گاہ ہے۔

نیز یہ تو صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ۔

”میں نے کہنے سے قاصر ہوں کہ اگر خدا کا مشاہدہ ہو گا تو اس کی
 شریعت قیامت تک کے لئے فعال فیسی ہوئی ہو جائے گی تو وہ
 اسے کرائی میں لے کر دیر پا کر دے گا اس سے ہم اس ایک ہی نتیجہ
 پہنچے ہیں کہ یہ مشاہدہ خداوندی تھا ہی نہیں کہ لگاؤ کی شریعت پر لگاؤ
 یہ ایک ہی ہے۔“ (مستقیم حدیث، جلد دوم و طبع اسلام
 عرب ۳، اکتوبر ۱۹۷۷ء)

ہم بھی اسی پر قوی مطلق کے پیش نظر مشاہدہ کیا سکتے ہیں کہ وہ ایک ہے شہادہ اعظم
 لا ایلہ الا اللہ صوف خدا کے مطلق (موجود) ہی آیتوں سے صرف نظر کرتے
 ہوئے نفس فرائض کے ہوتے ہیں، اہم اسے کہنے سے قاصر ہیں کہ اگر خدا کا مشاہدہ
 یہ ہو گا کہ صبح اور جمعہ کے فرض دور رکھیں یعنی چارویں اور پندرہویں اور جمعہ اور عشاء کی
 چار رکعتیں فرض ہوں اور شام کی تین رکعتیں فرض ہوں۔ تو ان آیتیں قرآن میں
 نور نہ پاں کر دیا اس سے ہم اس ایک ہی نتیجہ پہنچے ہیں کہ یہ مشاہدہ خداوندی

تھا ہی نہیں کہ ہر مذہب میں فرقہ واریت کی کھات کی خراب ایک ہی ہے۔ اگر کسی اصول
 اور معین پر انصاف و جو معلوم نہیں ہوئی کہ اگر لاکھ کی شرعاً توہین دہی اور عداوت ہے پوری
 ہوئی کی کہی ہے۔ آخر خدا نے کسی کا کیا باز ہے کہ جو یہ تھا جنوں سے پیدا
 شدہ عداوت سے اس کو نصیب نہ ہے۔ اگر تہذیب صاحب کی اس دلیل میں کچھ نہیں
 ہے تو حینہ اندر یہ بھی وہ خلیق ہوئی ہو گئی جو نہیں کہ اس میں چھوٹی نہ ہو
 نظر آتی ہے شرک کی مشابہت میں ہی مضبوطی ہو گئی
 کا ڈھب ہی جس میں نہایت ہی شک ہے یہ
 ہر تہذیب صاحب نے ہی لکھ ہے کہ۔

ہمیں ہر نہایت کو خدا نے خود خلیق نہیں کیا، اہل کے خلیق خدا کا نشانہ
 یہی تھا کہ وہ نہ اس کے تھا جنوں کے مطابق ہوئی، یہی کہ وہی جو نہایت
 کہ رسول اللہ نے خلیق کیا، اہل کے خلیق جنوں کا بھی یہ نشانہ نہیں
 تھا کہ وہ قیامت تک کے لیے تعالیٰ تغیر و تبدل میں ہے۔

(مقام حدیث جلد ۱۱ ص ۱۱۹)

اس پر تو یہی ضابطہ اور برہان کے پیش نظر ہم ہی کہہ سکتے ہیں کہ خدا کی
 جہت سے اور اس کی رکعت و چیز جائے خلیق مختلف خداوندی ہیں ہر ہے کہ
 وہ نہ اس کے تھا جنوں کے مطابق ہوئی رہی، جس لیے ہی خدا تعالیٰ نے اہل کو
 خود خلیق نہیں کیا یعنی ایک خدا کا اہل صوفی اور مذکورہ حق پہنچا ہے کہ وہ
 بھلائے وہ کہ جنوں کے حق کو نہیں دے اس سے زیادہ رکعت فرض پڑھے
 اور ایک گھر اور عذر پرش آئی کہ اپنی و خیر و ملاست اور خدا کے مطابق
 حق کی صرف ایک ہی رکعت پڑھائی پڑھئے۔ اور تعالیٰ اس سے بھی زیادہ
 مجبور رکعت۔ کہ نہ ایک پر سوار ہو کہ جنوں کو عداوت ہے کہ اس کی ہاں لکھی ہے

اسی میں کہ حق میں منشا نے خود ہی ہو گا کیونکہ

اس کے احکام بہت ہی گہرا گہرا ہیں

یہ ہے جناب پروردگار صاحب قرآن کی ہمدردی اور دل میں محبت کا
نظر یہ عبادتِ مذکورہ اور بات بھی پروردگار صاحب کی گردن پر نوحہ ہے کی کیفیت
کے مطابق مذکورہ کا نصب جو مرکزِ طاعت قرار دے گا کیا وہ طاعت ہو گا یا قلعہ ؟
قلعہ تو صرف قرآن کریم ہے اور بس ؟ کیا مرکزِ طاعت کا نام قرآن ہو گا یا عیدِ قرآن
اور اگر یہ نذرہ نصب طاعتی ہو گا اور یہی وجہ ہے کہ وہ نذرانہ ہے کہ اگر طاعتی چیز
ہو تو کیسے ہو گئی ؟

میں عظیم کریں مکی مکی کوئی

صحت میں لکھا ہے کہ

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت

قرآن کریم کی نصوص میں اور حدیث میں اور تمام اہل اسلام کا اس
میں مکی اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت
کامل سے بچرہ آپ کے پیدا کیا ہے اور یہ ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے
کہ جس میں کبھی کسی طعن کو شک و شبہ نہیں ہو سکتا پروردگار صاحب قرآن کی
مروجہ نصوص کو تو یہ یاد رکھنا کہ ان میں ایسی ایسی قرآنیات اور احکامات
کو اگر یہودی ایسی حدیثیں ہیں اور قرآنیات کا سہہ کہ وہ کھلی ہوئی حقیقت
کہ پروردگار صاحب کو پھر وہ شہید کر میں اور یہ کہ ایک قابلِ تقدس
ہونے کے لحاظ سے اہل کا احرام کرنے میں لڑائی و تفرقہ فرو کرنا مستحسن
نہیں ہے۔

احادیث پر تو کوئی یقین ہی نہیں کیونکہ وہ محض نقل ہیں مگر انہیں پھر

کرتے ہوئے پروردگار صاحب کلمتے میں کہہ۔

”خود فرمائیے آپ نے حضور مسیح کے متعلق واپس میں ملکہ ہے کہ وہ
حضرت داؤد کی نسل سے تھا اور مسلمانوں سے تہذیب و ملت سے
حضرت داؤد کا نسب نہ تھا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان
نسب ناموں کی بنا سے بھی حضور مسیح پر حق کے بیٹے ہی قرار
پاتے ہیں۔“ (منظر معارف القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۷۷)

اور پھر کافی طویل اور طویل بحث کرتے ہوئے آگے لکھتے ہیں کہ۔
”اب آئیے قرآن کریم کی طرف۔ اس میں یہ باتسورج کبھی نہیں
لکھی کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش غیر باب کے ہوئی تھی۔“ الخ
(صحافت القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۷۷)

اور اس کے بعد قرآنی آیات کی ایسی کھلی اور واضح تہذیب کی ہے کہ جس
سے یہود اور دوسری تہذیب میں نام نہ ملنے کے شرابا ہائیں۔ یہ ایک بات ہے
کہ پروردگار صاحب اور ان کی جماعت کو شرم نہ آئے۔
پھر یہ صاحب : نہ معلوم آپ اپنے خود قرار و شمس یا مفاد پرست
کیوں قانع ہوئے ہیں اور کیوں نا

تعمیلوں حدیث ہے بھول جانے کی

آپ کو پناہ فرموج نظر وادھیں دیا کہ۔

”آپ خود فرمائیے کہ قرآن کریم سے عیسائیت کی تمام کتب ساری کہ
قرآن نے غنی اور قیاسی قرار دئے کہ ناقصی اعتبار لکھا گیا ہے۔“

(منظر مقام حدیث جلد ۱ صفحہ ۱۷۷)

کیا وہ جیل میں کتب ساری میں داخل نہیں؟ اور اگر داخل میں تو بقرآن تھا

کیا قرآن نے انکو خلق اسد قیاسی قرار دے کر ناقابل اعتبار نہیں ٹھہرایا؟ اگر قرآن کریم نے ٹھیک کرنا قابل اعتبار ٹھہرایا ہے تو آپ کو ان سے استدلال و احتجاج کرنے کا حق کیوں ملے دیا؟ کیوں دیا؟ کب دیا؟ اور کیوں کر دیا ہے؟

سعادۃ یکجہ کا اگر آپ کا دعوت الی القرآن کا خوشامغز و دلورنگ و پند و حمود و حقیقت حلالۃ الحق اسیدہ ہدایہ الی عین الی اسد قیاسی ہے، اگر اس حق کے دانش مندوں نے جو کھانے کے اور میں اور کھانے کے اور، ان آپ کو قول و عمل میں بھیجی کا پھانسا ہوا ثبوت دینا ہو گا۔ بقول کے سہ

دورنگی چھوڑ کر ایک رنگ ہو جا !

سراسر روم پر سنگ ہو جا !

حضرت اور خود ساختہ داعیوں سے ایسے بھڑکے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آپ قرار دینا آپ کا ہی حق ہے۔ جس شخصیت ایسا ہی عقیدہ اور جیسا عقیدہ، ایسے ہی اس کے دلائل۔ پھر کی گئی چیز کی ہے؟ انگریز ظاہر داعیوں کی۔ دلائل جناب غلام احمد قادیانی نے غلام احمد قادیانی سے لے کر دیکھتے کشمیری لورع صوفیہ وغیرہ، ان کو کل صاحب لاہوری سے متعارف ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ۔

میرا یہ ایسے بھڑکے داعیوں کا ہی وہ تاریخ و تاریخ (عالمیہ و
کی تاریخ ملو ہوگی۔ کیونکہ اعلیٰ اسلم کی تاریخ میں تو تاریخ اس کا
کرتی ثبوت و حمود نہیں ہے۔ عقیدہ حضرت مریم کے شوہر کے
(احمدیہ لائٹ) اور میں کے ساتھ مریم کا تعلق نہایت ہی بڑا ہے
کا تعلق ہونا خود عیساؑ کی طرف ہے۔

(انگریزوں کی تاریخ و تاریخ)

یعنی تقدیر نہیں، اور یہی وہ چیز ہے کہ اگر کوئی اسے تسلیم نہ کرے تو خود میراث
 کو تسلیم ہے تو پھر اس کے ساتھ پروردگار کا سرسوں کر کوئی شک نہ ہو؟ یہ ہے
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے رحمت بھاری کے آپ ہونے کا ثبوت۔
 لَعَذَابُ ذِي الْقُنُوءَةِ شَرٌّ مِنْ ذَلِكَ۔

سچے لڑاؤ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے؟ تم یہود اور نصاریٰ کی
 ٹیڈر پروری کر گے؟ کیا جو خدا نے عذاب ہے جیسی طرح دیکھ فرماتے تھے۔
 یہ معنی اسلام تو یہی ماضی میں مگر یہ گناہوں کے

تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے اور نہ قطعی الثبوت اور قطعی الحکامات مسائل
 کے اثبات کی چٹاں ضرور ہے۔ مگر یہ تو صاحب ہی یہ بتا دی کہ کلمہ قریش
 جس میں قرآن کریم میں کلمہ بن مریم کا ذکر آتا ہے دیگر اوسط ایک ہزار
 ایک دفعہ اس کی کیا وجہ ہے کہ اسے قرآن کریم میں نہیں ہے؟ یہ رحمت کہ
 کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ کی طرف منسوب نہیں کیا
 اور صرف وہی کی طرف ہر جگہ کی نسبت کی گئی ہے؟ آخر اس میں بھی غلو
 کرنے کا اور نہ تو یہ کہ اس کا ذکر ہی نہیں ہے وہی میں آخر کیا حکمت
 معترضہ؟ کرنی حکمت ہوگی تو ضرور؟ آخر یہ۔

پھر تو ہے جس کی پروردگار ہے

یہ بھی یاد ہے کہ قرآن کریم کو کمال کے لئے دھاری خدا ہے جس نے
 لَقَدْ خَلَقْنَاكَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ کہ اس کے ہاں کی طرف منسوب کرے
 اس کو یہ ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہیں اس کو کسی موقع پر ہی رحمت
 عیسیٰ علیہ السلام کو اس کے (اس معوض) آپ کی طرف منسوب نہیں کیا۔
 اور ہر جگہ جتنے ہی مریم کے کلمہ ہیں کلمہ ہے یہ کہے ہمارے کہ لایا ہمارے

اس میں تحریریت کر کے اس پر کوئی صفحات مہیا نہ کر دینا شاید اس کے نزدیک تو دلیل اور برہانی جو لوگوں میں کریم کی تعالیٰ کو لکھنے والے پر بھی ہو بالکل جیسا کہ آشکارا ہے اور اس میں بھی قلم کار کی قلم اور مشہ نہیں اور ذرا غصہ کی کوئی گنجائش ہے کہ یہ لکرائی کریم کی خاص تحریر، بعض مینہ لندی و صریح ہستکی اور مفید جھوٹ ہے جو کسی طرح اس کو قابلِ ماحضت نہیں ہے۔ اہلِ تہذیب و سلاست نہ ان اور افشار پر دانی سے حقیقت کبھی نہیں بولی جہاں تک اس کے کسی دوس کو اس سے لکھیں قلم حاصل ہو سکتی ہے یہ توڑ صاحب اور ہی کی جماعت ڈسے شوق سے طمانیت قلم کا سامان تلاش کریں۔ ان کو اس جیسا میں بالکل آزمائی ہے مگر ایک وقت اسے والا ہے کہ جہر میں ایک ایک امر کی حقیقت ٹکٹوں پر لکھنے کی ضرورت

بوقلمون کا شوق ہم چودہ صلوحت کہ ہر حالت میں شوق و شہد
 یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات

قرآن کریم کی آیات، اقوال و حدیث اور تمام اشیاءِ معلکہ کے الفاظ و اجزاء سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمان پر تہذیب اور قیامت کے قریب وہ اپنے جسم غیری کے ساتھ زمین پر مائل ہو کر وہاں آئیں کہ وہ سب خود قتل کریں گے اور پھر اچھے گڑا اشیاء کے لیے جہاد کریں گے۔ ہر اس مقام پر اس مسئلہ کے وہاں پیش نہیں کئے۔ جہنم اس مسئلہ میں ایک مستقل دہانہ لکھنے کا ارادہ کیا ہے اور اس پر بہت سے دلائل اور حواشی جمع کیے گئے ہیں۔ یہاں بلا مختصر صرف یہ توڑ صاحب کا نظریہ ہی لکھی کی جہاد میں پیش کرنا مقصود ہے۔ چنانچہ وہ قرآن کریم

بِقَوْلِهِ تَعَالٰی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عِلْمًا لِّئَلَّا تُكَلَّفُوْا جَنْدًا مِّنْ دُوْنِهَا

کی بعض آیات کی تحریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”ان تحریکات (منیں) جگر تحریکات، حقد، است ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے اب شک زندہ ہونے کی تائید قرآن کریم سے نہیں ملتی قرآن کریم آپ کے وفات پہانے کا بھرپور ذکر کرتا ہے۔“

(منظم صحت القرآن جلد ۲، ص ۵۳۲)

اس مزاحمت کا ذکر ہم اپنے رسالہ میں کریں گے انشاء اللہ العزیز سب سے انتہا ہی کم روٹا کالی لکھتے ہیں کہ پتوڑ صاحب کا قرآن کریم پر یہ خاص استہسان اور سفید جھوٹ ہے۔ لعنة الله على الذين عوروا القبور لے لے لے لے ہی عمر جن کے ہاتھ میں روکا ہے کہ :

خود تو ہمارے نہیں قرآن کو بدل سکتی

اور احمد ریشہ نزل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں لکھتے ہیں کہ کوئی روایت جو حضرت عیسیٰ کی آمد کی خبر دیتی ہے، واقعی اور جھوٹی ہے جو جانتے بے سند نہیں ہو سکتی، ومنظم صحت القرآن

پتوڑ صاحب : حدیث کے منہ بولے نہ ہونے کا کیا سوال ! آپ تو حضرت قرآن کو ہی سند نہیں لکھتے ہم اس کی بہت سی نظریں خود آپ کی کتابوں سے عرض کریں گے انشاء اللہ العزیز زندہ صحت بالی ! ابھی ابھی آپ کے حواسے یہ بات گذر چکی ہے کہ قرآن تمام پیشتر کتب کا ہی کفریہ منبر قرار دیتا ہے مگر آپ اس کے بل بوتے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آپ ثابت کرتے ہیں، خود قرآن کا حکم آپ کے بے سند !؟ کیا خوب ؟

پہلے عینے آپ کو پا کر

کون نہ لکھتے رہے ہیں دل کی

ہوتے ہیں، اہم و تر ہے اس کے سوا کسی اور چیز کے بدلے میں اس کی قربانی نہ کر دیں اور تمام کیسے کر۔

۔ اگر آج سائنس کی کوئی دیکھو اس کا امکان مجھے یہاں تک کہ کوئی

شخص مکشوف کی وفات سے مرعوب و ہلاکت کے کوئی گمراہ نہ ہوئے

اور ہر چند کہ جن میں ماہرین ہیرو کہتے ہیں یہ بھی حضور مگر

کہ جو ان میں سے کچھ لوگ اس لیے کہ سب سے پہلی کی بنیاد ہی ہو

ہے اور وہ دیکھ کر کہ وہ ایک ہی جگہ ہے، یہ ہے کہ جو ان کے سوا

یہ تصور کا فائدہ اٹھے کہ خدا کی خاص مقام پر ہے اور یہ

تو کہ خدا کے مخلوق یہ تصور ہے کہ وہ ان کی تعلیم کے تحت ہے

و ان کے عبادت کے لئے ہے، جلد ۱ صفحہ ۱۵۵ و تمام حدیث جلد ۱ صفحہ ۱۵۵

طریق اسلام جلد ۱ صفحہ ۱۵۵ (ملاحظہ فرمائیں)

پرتوی صاحب! جس شخص نے کسی چیز کے متعلق ہی کی مثالیں دی ہیں کہ

قیسم کرنا کیسے ہے؟ مگر چلتے پھرتے یہ قرآن کی کج فہمی کے لئے

یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا هٰٓؤُلَآءِ فِىْ شَيْءٍ مِّنْ دِيْنِكُمْ وَلَا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ دُوْنِ الْكِتٰبِ

فَلَا تَتَّبِعُوْا هٰٓؤُلَآءِ فِىْ شَيْءٍ مِّنْ دِيْنِكُمْ وَلَا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ دُوْنِ الْكِتٰبِ

میں خاص مقام میں موجود ہے؟ (یہ ایک بات ہے کہ یہ موجود ہونا اس طرح

ہے کہ جو اس کی شان و رتبہ کے مطابق اور مناسب ہو گا تو اسے جیسا کہ

اور کیا خود قرآن ہی اس معروض قرآنی تصور کے تحت کہ نہیں بتا رہا؟

پہلے اگر یہ قرآنی تصور انصاف سے ملاحظہ فرمائیں، مگر اگر یہ قول پر تو کتاب

عالم و ملک میں نہیں کہنے پر توفیق ہے کہ اس کے بعد ان کے لئے یہ کیا مثال

ہو سکتی ہے؟ اور ان ملک میں ان کے لئے یہ کیا مثال ہے؟ اور ان ملک میں یہ کیا

تھے سے ہی نہ اٹھائے گا وہاں خیمہ درجہ چہاں نہ آتا ہے؟

پتہ دے صاحب! آپ انکی پیش کیوں کرتے ہیں؟ صافت کیوں نہیں کر
 بیٹے کہ کچھ بھی ہو جائے میں سراج جہانی کو اس لیے تسلیم نہیں کرنا کہ میرے نزدیک
 جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ترقی ہو کر صحت و کمال بھی صدیوں نہیں ہوگا
 لہذا میری طرف ہر ایک صحت و شرف میں فرائی بصیرت کے تحت سراج جہانی کا
 واقعہ آج نہیں سکتا اس کا یہ طرز کار بہادر کیوں کا شش کی گالی ہے؟ آپ کی
 پوری برصغیر کا مقصد تو صرف ایک ہے کہ سراج جہانی اہل بیت میں اہل بیت
 اپنے اپنے ذائقے کے مطابق اس کے بے رحم طور پر دعائی کشیدہ کی گئے ہیں۔
 کسی نے کہا کہ اور کس نے کیا؟

دل فربہوں نے کہی جس سے ذی استی
 ایک سے دل کا اور دوسرے سے لعلی

۱۔ جنتی سحر است

تمام صحیح و معتبر مفسرین اس امر پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکی ایک جنتی سحر سے عطا فرمائے تھے سراج جہانی
 اور شوق فرور و سحر سے خود فرائی کریم میں نہ کہ یہی حد آپ کے دیگر عظیمی
 اور جنتی سحر است کا ذکر گنہ صریح است کہ انکا فانی و شوق و سحر ہے الغرض
 آپ کے جنتی سحر است کا قدر مشترک جنتی سحر تو انکر پہنچا ہوا ہیں انکا سحر صرف وہی
 شخص کر سکتا ہے جو دیرینہ بصیرت و کرم و مہار و مہارت سے یکسر عاری ہو۔
 علی اس کو کیا کیا بولے کہ پتہ دے صاحب! کھتے ہیں کہ۔

مگر شوق صحت میں جو تصریحات دہیں بلکہ خاص قرینات،
 مستند، آپ کے صحت کی بجلی ہی اس سے یہ حقیقت صاف ہو گئی ہوگی

کہ قرآن کریم نے کس شدت اور تکلف سے اس کی مصلحت فرمادی ہے ؟
 کہ نبی اکرم کو کوئی جتنی مجاہد نہیں دیا گیا اور حضور کا مجاہد صرف قرآن
 ہی ہے۔ (مختصر مباحث القرآن ص ۴۴ ص ۴۵)

یہ ہے پتھر صاحب کی قرآنی بصیرت کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کو کوئی جتنی مجاہد دیا ہی نہیں گیا اور مخاطب ان کو اس سے ہوا کہ مشرکین
 نے ان کے اعتقاد اور ان خصوصیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ فرائض جو اس
 طب کے تھے جن کے ہمارے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین پر یہ بات واضح کر
 دی کہ مجاہد خدا نبی کا پناہ حاصل نہیں کرو وہ جب چاہے لے سکے بلکہ یہ خدا تعالیٰ
 کا فضل ہوتا ہے جو نبی کے ہاتھ پر صادر کیا جاتا ہے۔ اس کی مزید تحقیق ذلم کی
 کتاب نام داریت میں ملاحظہ کیجئے۔

ان فرائض کی مصلحت کے دکھانے پر جو نے سے اس سے کہ مجاہد نبی کا اپنا
 فضل نہیں ہوتا یہ کیڑ کر ثابت ہوتا ہے کہ جو حق مصلحت کا آپ کے ہاتھ پر
 صادر ہی نہیں ہوا ؟ یہ عجیب منطقی اور دلائلی بصیرت قرآنی ہے جو پتھر صاحب
 کو حاصل ہوئی ہے مگر اس کو کیا کیجئے کہ ۔

ہے ذوالی خسرو آپے غرور چنگے
 فروغ نفس ہوا عقل کے زوال کیجئے

۱۱۔ آخرت

قرآن کریم اس کے علاوہ دیگر سب کتب مطہری اور تمام انبیاء اکرام علیہم
 الصلوٰۃ والسلام اور جہشتی مشائخ کی مدد کی نہیں تاکہ اس اُنشعبہ مصلحت کا
 آہواز اس طرح کی آفاقہ نہ ہو کہ اس جہان کے ہر کوئی اور جہاں ہی ہے ،
 جس کو شریعت کی اصطلاح میں بعثت بعد الموت، قیامت اور آخرت

دعوت کے لئے سے تعبیر کیا گیا ہے مگر سب مٹری صرف نے دنیا اور آخرت
 میں شور مچا دینا اور ہی اصطلاحات کا غموم ہی اپنے باطل افواض و بہر کے طریق
 پر اور گھڑیا ہے کہ دنیا کے معنی معزولہ آخرت کے معنی مستقبل کے ہیں یہ
 قرآن کریم میں جو یہ حکم ہے کہ اپنی آخرت کی فکر و کھڑائی کے لیے بھی کچھ خرچ
 کرتے رہو۔ اس کا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سب کچھ اپنی موجودہ
 ضروریات پر ہی نہ صرف کرنا اور بلکہ مستقبل کی ضروریات کے لیے بھی کچھ
 "بچک" دینا میں معزولہ کر دیا کرو۔

تو صاحب کا یہ نظریہ تو آپ پہلے پڑھ ہی چکے ہیں کہ :-
 "ہر چند وہ مسئلہ علم ہے حیات بعد الموت کا عالم پر دنیا میں ہے
 نزدیک دست نہیں ہے اس سے مقصود صرف یہ کہنا ہے
 کہ لاشیں کھڑے ہو کر آج نہیں اڑیں کہ کیا ہو گے ؟"

(دن اربعہ ص ۱۰۰ و ۱۰۱)

اور اب آپ تہذیب صاحب کا نظریہ ملاحظہ کیجئے کہ آخرت سے وہ کیا مراد
 پہنچتے ہیں کہ :-

"یہی وجہ ہے کہ قرآن مثنیٰ کی طرف نگاہ رکھنے کے بجائے پیش
 مستقبل کرنا مٹے رکھنے کی تاکید کرتا ہے اسی کا نام ایمان بقدرت
 ہے اور یہ ایمان خلیل بہت بڑا المکسب ہے۔ جسے وہاں
 تمہارے انسانی نگاہوں پر پیدا کیا زمین پیش نگاہ مستقبل پر کہنی
 کہ قَدْ خَلَقْنَا هَذَا الْكَوْنُ وَهَذَا الْكَوْنُ وَهَذَا الْكَوْنُ وَهَذَا الْكَوْنُ
 جلی سار شمس

عبرہ کے لئے ہیں تہذیب صاحب لکھتے ہیں کہ :-

مختلفہ عقیدہ کہ قرآن کے ساتھ قرآن کی مثل ہے اور بھی ہے (مثلاً معنی)
 اور یہ وہ عجیب مقامات ہیں جہاں ان کا لفظ بھیجے خود ایک یہ عقیدہ
 خاص بلکہ کی سادگی کا نتیجہ ہے ۔

(طرح و اسلوب و اسلوب و اسلوب)

حدیث رسول و رسول اللہ صلیہ وسلم اور پوری صاحب کے ایک
 جی سادگی کا نتیجہ ہے مگر پوری کا لقب خود ان کا ہے ان کی زندگی پوری
 نہیں اور سب داخل تھا ان میں عربی ہر گاہ کسی ملک کی بصیرت قرآن کی
 خاص عربی زبان کی پیداوار ہے تو اس کے عربی ہونے میں کیا شک ہو سکتا
 ہے ؟ ۔ یہ سب معلوم اہل مذہب معلوم ۔

یہ ہی پوری صاحب کی نظم قرآن اور بصیرت قرآن کے کہ گویا
 ہم نے بھر خود عرض کی ہے ، اور ان کی تمام کتابیں اور مضامین یہ
 ہی اصل نظریات اور نظریات فکر پر مشتمل ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ پوری صاحب
 قرآن کریم کی پیش کش ہے اور جب رسول اللہ صلیہ وسلم و آئمہ و علم کی صفائی
 ہوئی شریعت کے مقابل میں ایک حجازی شریعت قائم کرنے کی فکر میں
 مگر ملت الیٰ القرآن کی خوش آئند پکار اور شہود و سب اور انشاء کی تمام کتابیں
 کے نام جو رنگ زمین میں ہیں اور وہاں اور وہاں و اس طرح سے ہر
 برائے نام انسان کو پھانسنے کے کسب مشاق اور تجربہ کر رہی ۔ اور وہ وقت
 کہ ان کے بہت کچھ اور داخل نظر آتا ہے جی ہاں کہ ان کے ساتھ پیش
 کے ہاتھ مگر شریعت میں ہر چیز پر اور عرض کر کے ان ہی انشاء کی جہاں
 ہے کہ ۔

ان کے باتوں گنہم و غم و غم و غم کہ آئندہ دہری و گنہم و غم و غم

۱۰۔ اطاعت رسول

کتاب نمونہ کی طرح یہ حقیقت بالکل عید ہے کہ جب اطاعت رسول کے اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو اس حضرت صل اللہ علیہ وسلم کے شوقِ محمد اور حضرت شریعت کی پیروی سے بھی کوئی مغز نہیں ہے اور بارہ قرآنی کریم میں ذابیعقوب الرشیدان وغیرہ کے صریح الفاظ سے اطاعت رسول کو تسلیم کرنا اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنا مسلمانوں کا اہم فریضہ بنایا گیا ہے۔ جب جہلم خود دیکھ جائے کہ بزرگ قرآن پر توڑ دیا ہے۔ یہ دیکھا کہ اطاعت رسول بیس بجاری چٹائی کی مانند سے جٹانے بغیر حدیث کا انکار بہت مشکل ہے تو اس فضلی چٹائی کو شاگرد انکار حدیث کا راستہ ہوا کہ اسے کی کی بٹائی اور بے وقعت دیکھیں ان کو سمجھیں جس سے غالباً وہ خود بھی مطمئن نہ ہوں۔ ان سے بعد دوسروں کو کچے لکڑیوں کا مل ہو سکتی تھی اس لیے انہوں نے ان سے صرف لکڑی کے ہونے سزا دینے کی ایک دلیل اور چاروں پر ان کا ایک برہان پیش کیا کہ اطاعت رسول کی فضلی چٹائی سے گونداسی کرنے کی بہ مثال سنی کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ۔

”قرآن یہ کہنے لگا تھا کہ اور تو اسے کسی رسول کو بھی یہ حق حاصل نہیں

کہ وہ انسانوں سے اپنی اطاعت کہلے۔ وہ خود بھی حکیم

خداوندی کی اطاعت کو کہتا ہے: (مقام حدیث جلد اول)

پھر یہ صاحب ہیں ازراہ دیانت و انصاف یہ بتا دی کہ یہ کس

قرآن میں ہے کہ اور تو اسے کسی رسول کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انسانوں سے اپنی اطاعت کہلے۔

قرآن کریم میں تو یہ صریح حکم موجود ہے کہ۔

قَوْلًا اَنْ تَشْفَا مِنْ تَوْبَتِي وَتَقْبَلَنِي
 بِاَلَانٍ اَتَقُو رِثًا اَلَسَدُ
 اور جہت کوئی رسول نہیں بھیجا مگر رسول
 اس نے تکرار اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس
 کی اطاعت کی ہے۔

قرآن کریم تو صاف طور پر یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول نہیں بھیجا
 ہی نہیں جو خدا تعالیٰ کے حکم سے مطاع میں گزند آتا ہو اور خدا تعالیٰ اس کی اطاعت
 ضروری نہ ہو۔ یہ ایک سرچہ کہ رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے مگر یہ
 رسول ہے تو مطاع ہی پہنچے صاحب اکابر قرآن حکم نہیں ہے! کچھ تو کجبات
 فرماتے۔ اِنَّكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ، دیکھا آپ کے پتہ نہ صاحب کے پتے اس اصل
 نظریہ کے لئے کہ حدیث دینی جھٹکتی نہیں، اس طرح وہ شکوک الغلط میں قرآن حکم
 کی بغاوت کی ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ ہر رسول مطاع ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ پر
 اس کی اطاعت لازم ہوتی ہے۔ لیکن اس کے نزدیک اصل اور برعکس یہ نہ صاحب
 کا دھڑکیا ہے کہ قرآن یہ کہنے آیا تھا کہ حد تو حد کسی رسول کو بھی یہ حق حاصل
 نہیں کہ انسانوں سے اپنی اطاعت کرانے۔

یہ ہے پتہ نہ صاحب کی بصیرت قرآنی اجماع ہے اس بصیرت پر
 ج۔ میں مختل و خالش بہادر گریست

نظر یہ ظاہر پہنچے صاحب پر جب بصیرت قرآنی کا غلبہ ہوا تو ان کو
 اطاعت اور عبادت درجس کے معنی جنگ کے کہتے ہیں، میں فرق طوطا
 روا اور ان کا ان میں بہادری سے اس معنوں کی طرف منتقل ہو گیا، جس میں کہتے
 کہ کسی بشر کو یہ حق حاصل نہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کتاب حکم اور
 تہمت عطا فرمائی ہو کہ پھر وہ لوگوں سے یہ کہتا پھرے کہ گواہو! جب ذاتی حق
 تم میرے ہنسے ہو جائے، الا مگر پہنچے صاحب کو معلوم ہوا پہنچے کہ عبادت

اور احکامات میں ذہن و آسمان کا فرق ہے۔ نقل عبارت کی ہے اور اثبات
الاحکام کا ہے۔

سخن ششاس نہ طرز خطا از خواہست

۱۳۔ امام بخاری پر صریح یہ تھا

حضرت امام بخاری کی یہی بخاری کے علاوہ کہیں کتابیں ہیں جو میں البتہ
اکبیر، المستند الکبیر، مختار، حرمہ، بن، بہار، اللہ بن، اور شہ، طہو
و غیرہ تو ان میں حدیث کی کتابیں ہیں۔ صحیح بخاری میں انہوں نے تصدیق فرمائی کہ
ان حدیث میں سے ضرورت کے مطابق انتخاب فرما کر حسب ترتیب منظر میں لکھیں
والترقی ۱۲۵۰ ہجری میں امام بخاری و غیرہ ۵۵۰ ہجری میں جو حدیثیں نقل کی ہیں۔
جو حدیثیں انہوں نے بخاری شریف میں جمع نہیں کیں، اسی میں بھی بیشتر ان کے
نزدیک صحیح نہیں۔ چنانچہ الحافظ ابوالفضل بن طاهر لکھتے ہیں کہ:

انہما اشد احادیث من الصحیح امام بخاری اور مسلم شریف سے صحیح
قدی حفظا و احتیاطا لشرائط التمام
اور امام حاکم نے بھی اس کی تصدیق کی ہے کہ شیخین (امام بخاری و مسلم)
نے صحیحین میں تمام احادیث کا احتیاط نہیں کیا (معاذ اللہ) اور
امام بخاری و مسلم لکھتے ہیں کہ:

ظاہرہما لعدید قریب استیقام الصحیح
بل صحیح عنہما تصدیقہما بانہما
قد یستوعبہما و انما احفظہما
صحیح جمعی من الصحیح
والقدورہما التروی عنہما
اور بخاری و مسلم نے صحیح صحیح و صحیح
کا التزام نہیں کیا بلکہ ان کی اپنی تصدیق صحیح
معاذ اللہ ہے کہ انہوں نے صحیح صحیح
حدیثیں و احادیث کی ہیں کہ انہوں نے صحیح
حدیثیں و احادیث کی ہیں کہ انہوں نے صحیح

موجود تھے۔ اُن سے میں اور اس کے بعد اپنی بصیرت کے مطابق
ان میں سے پانچ لوگوں کو اسے بزرگ ناقابل اعتبار مجرم و مسترد
قرآن سے دیا اور پچاس تین چیز کے قریب اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا
 (انظر حکم صدر شہادۃ ص ۱۸)

یہاں یہ لکھا ہے کہ دوسری جگہ یوں لکھتے ہیں کہ۔
 ”چنانچہ اہم جگہ پر آئے قریب چھ لاکھ روایات ہیں۔ سے پانچ لاکھ
 چھ لاکھ سے بڑا کاسٹرو کر دیا اور قریب چھ چھ لاکھ روایات کو پہنچا لی
 صحت کیا۔“ (انظر حکم صدر شہادۃ جلد ۲ ص ۱۸۴)

اس کو لکھتے ہیں تحقیق روایات خصائص درسیہ اور بصیرت قرآنی
 فَحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ اور وہ اب میں حدیث کیا حاصل ہوئی کہ گے
 پر توجہ صاحب آئینہ کی ڈانگ لڑائے۔ مگر بوجہ کہ۔
 ”کہہ کر سوتے یا فروخت و دہری وافر“

۱۴۔ مذہب کا تصور

مٹھانوں کا مذہب اور وہی جو قرآن کریم اور حدیث پر مبنی ہے،
 ایک اعلیٰ صداقت کا حامل ہے اور حق مذہب ہے۔ اسی پر خدائے اعلیٰ ہوتی
 ہے۔ اِنِّ الْمَرْفُوعَ جِئْتُ بِالْحَقِّ وَالْحَقُّ لَا يَكْفُرُ بِمَا كَفَرُوا بِهِ اس مشہور
 تمام مٹھانوں کے مذہب کو غلط تصور کرتے ہیں اور اس کو کفر و بدعت کہتے ہیں
 پھیلنے کے واسطے ہیں۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں کہ۔

”میری قرآنی بصیرت نے مجھے اس نتیجہ پر پہنچایا ہے کہ جو
 تصور آئی کل مذہب کا غلط پیش کر رہے۔ وہ تصور قرآن
 کے خلاف ہے۔ میری پیش نظر مقصد یہ ہے کہ میں مٹھانوں

پہلے صحیح کردوں کہ مذہب کا جو تصور اُن کے ذہن میں ہے وہ
قرآنی تصور نہیں۔ (ملاحظہ متابع حدیث جلد ۱ ص ۱۰۷) اور صاحب لکھا
ہے کہ اہل اہل کی تفویض کے لیے دیکھئے اسباب زوالِ امت
جو دریا سفر کا انتخاب اگر ہی تھا کہ سب (مستحقِ جہنم)

وہی اور مذہب کا اختراعی ذوق طویل رکھ کر مذہب کے ذرا اختیار کرنے کا
ہمدردانہ پسند لے کھلا چھوڑا بہتر قرآن ہی کو زیرِ دست ہے۔ آپ خیراں
ہوں گے کہ پتہ صاحب علیانوں کے اس غلط تصور کو نکال کر کون سا طریقہ
اُن کو بتانا چاہتے ہیں؟ اور ان مشکلانوں کے ساتھ ان کا تعاون و اشتراک ممکن
ہو سکتا ہے؟ مگر اس کا جواب بھی خود پتہ صاحب ہی اپنی بصیرت و قرآنی
کے تحت میری دعوت کا عنوانِ قلم کے پیشِ نظر ہے کہ۔

۔ اگر میری اس دعوت کی مخالفت ہوتی ہے تو اس میں کوئی چیز
وجہِ تعجب نہیں۔ اس لیے کہ میری دعوت لوگوں کے ساتھ
ساتھ چلنے کی نہیں، بلکہ انہیں اُن کی موجودہ رکش سے
نکل کر دوسری راہ پرے جانے کی ہے۔ مخالفت اس کی
نہیں ہوگی۔ اُن کی رکش کی تائید کہے گا لیکن جو اُنہیں اس
رکش سے نکلے گا۔ اس کی مخالفت ناگزیر ہے؟

(ملاحظہ متابع حدیث جلد ۱ ص ۱۰۷)

مطلب بالکل واضح ہے کہ مشکلانوں کا مذہب اُن کی راہ اور ان کی
دوش بالکل جدا ہے اور پتہ صاحب کی بالکل نکتہ وہ مشکلانوں کو اپنی
راہ پر لانا چاہتے ہیں جس کا کچھ نکلنا کچھ نہ سہنے آچکا ہے۔ وہ سب اس میں
ان کی مخالفت کرتے ہیں اور یہ مخالفت ناگزیر ہے۔ پھر مخالفت کیسے؟

لکھیں جو ؟ *

نہیں لکھتے ہیں، ہم بھی لکھیں تو یہ سوال کیا ہے

۱۵۔ تفاسیر کا حکم

ہم علماء اس کے قائل ہیں کہ قرآن کریم کی وہی تفسیر صحیحہ اولیٰ ہے جو
ہمگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، اور کتب حدیث کے
ابواب فقہیہ وغیرہ میں لکھی ہیں۔ مگر یہ غلطی کو صحیح تسلیم کر لینے کے بعد پہنچتا
ہے جس شخص کوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لکھ کر اس کے نسخوں نے اسے
کے اس حدیث سے کوئی بدلنے کی کوشش کی ہے کہ علوم قرآن کے تفاسیر
یا ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں، یہ نہیں ہے، بلکہ یہ صرف وہاب کی
طرق منسوب کی گئی ہیں، اور اگر کوئی ان کی صحت پر ایمان رکھتا ہے تو ان کو
سے زیادہ کہہ دے گا کہ ان کے پرچھنے والے کی ذہنی سطح کے مطابق جو اب درج
تھا، جہاں تک میرا تعلق ہے میں اول الذکر صورت ہی کو صحیح مانتا ہوں ؟
وگرنہ یہی وضعی ہی۔ مستحب، (مستقیم حدیث ۲ ص ۲۷)

⑧

تمنا صاحب غلامی پھلوری

مکرمہ حدیث میں تمنا غلامی صاحب کا نام بہت ڈرچا ہے
وہ اس جماعت میں بڑی وقت کی کام سے لے لگے ہاتھ ہیں، اور ان کی
جماعت کے خیال میں ان کی کوششیں اور طبعات وادبیت پر اگر اور شریعت
مطابق حال ہے، اور ایک بالکل حقیقت ہے کہ وہ شخص سینہ نبوی اور باقی

سے بہت کا بنگلہ بنائے ہیں اپنی ٹھیکرپ بھی ہیں اور اپنے ذہن میں جو آئی تھیں
تقریر کے لیے ہیں یہ انگریز جوتے ہیں اور دعوت کے دانے میں زمین و کھس
کے خوب لکے جاتے ہیں۔ اس میں بھی ملے کو ایسا مکمل حاصل ہے کہ تاریکی
طریقہ جو دراصل اس ہنگل ہنگل قوم اور نسب، دلی اور ندر میں لکھ
ہوں، ہندی کی طرح اس کو ایک ثابت کن حتمی مادہ ہے۔ اپنے ہاتھ لکھ کر لکھ
۱۔ مجمع ہمدردیت

تمام اہل وسعہ اس طرح متفق ہیں کہ حضرات محمد اکرامؐ، ابوبکرؓ اور عبداللہؓ
ابوبکرؓ نے پہلی مجلس اور شہادت خاصہ میں شہادہ دلا، اہل غلوں اور
قبیلت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردیت کو اپنے پیروں میں
اور پیروں میں لکھ رکھا ہے اور بعد عزت اور بہادری سے انہوں نے یہ
ہدایت ملنی انتہاء پروردگار پہنچائی ہے۔ مگر ہماری صاحب جمع ہمدردیت
کا مقصد یہ یہی کہتے ہیں کہ یہ منفقہ و لکھ کی مدد میں کاغذ ہے۔ چنانچہ
وہ لکھتے ہیں کہ :

”اور ان ٹھیکرپ لکھ نے اپنے ساتھ کے امت، مجمع ہمدردیت کا
کام شروع کرنا چاہا انہیں یہ متفقین لکھ کے اکابرہ کرنے سے
اس وقت خود اپنے شائبہ کو خیال ہوا کہ ہم مدد میں جمع کو لکھنا
کوئی تکرار و سر نہ پہنچے اور کوئی بھی لکھ حقیقت سے مدد میں لکھ
کیں اور پھر انہوں نے لکھوں کے ساتھ ہے :
(مجمع ہمدردیت و وسعہ ہمدردیت)

اور نیز وہ لکھتے ہیں کہ :

”انہیں یہ متفقین لکھ کی ایک جماعت نے پناہ دینی لی اور

اسلام پر ایمان رکھنے والے کو یہ شہاب زہری بھی گوارا ہو گا۔
 کہہ کر کیا یہ ہے تھوڑی دیر میں کادہ کی وجہ سے پختہ دل حکام
 آکر میں رہا کرتے تھے۔ مگر ایک بہت بڑی دینی خدمت سمجھا
 اس بہرہ مندوں پر گئے اور شہاب کے بعد میں ان کو یہاں کے لوگوں
 سے میری پیشانی اور چہرہ کو بصرہ اور صوفیہ و مقامات سے میری حقانی
 حاصل کی اور میرا پختہ سے جو میری حقانی حاصل کی تھی
 یاد رکھتے۔ بعد میں منہ حقین کو میری حق کے پاس آکر میری
 کھڑے گئے اور میری حق میں کہ میں کوئی حق کے پاس بیٹھا
 بیٹھا کر ان سے میری حق کے پاس بیٹھا کر گئے۔

(مطالعہ اسلام آباد، ۱۰ جنوری ۱۹۷۱ء)

اور میری حق کے متعلق کی صفات اس پر یاد کر بیٹھے کہ میری حق
 نے بکری تھے، مگر نہ تو شہاب ہی کوئی آدمی اس کے اکبر میں تھا نہ ہی
 نہ ہی کا خاندان قریش تھا۔ بلکہ وہ ایک شخص تھے جو شام کے قریب بکری قوم
 کے ساحل پر واقع ہے۔ اور ان کی قبر قریش میں ہے جو لڑائی عمر قریش سے ہے کہ
 اور ان کے اہل قریش ہیں۔

معرض دیر میں بھی کوئی آدمی کے یاد اور عبادت کا دل رہا نہ

انہوں نے وہاں دفعت ہائی اور وہی وہاں دفعت ہوئے۔

(مطالعہ اسلام آباد، ۱۰ جنوری ۱۹۷۱ء)

اور میری حق کے گھر ہے کہ۔

کہہ کر شہاب سے پہلے تحصیل میری حق کے پانچ گروہ شہر
 اور قریش کی عبادت کا دستور تھا نہ کسی کو اس کی عبادت کا

سہمی گئی، مگر خلیفہ نے حکم فرمایا رسول اللہ، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے مندرجہ شوق سے اہل حق کے کان بھر گئے تھے اور کھڑوں نے
 پتھریں تھک رہی تھیں، دعوتِ صریح ترک کر دی تھی۔ یہاں تک کہ حضرت
 عبداللہ بن عباسؓ نے کہا: قورح بن فہرؓ میں مذکور ہوا ہے۔
 واما صاحبِ کھاتے تنگوں کا سہارا لینے کے مواقع سب ہی ہیں
 دیکھ لیتے کہ حضرت ابن عباسؓ نے صریح صریح کے پروردگار سے
 کہنے والوں میں تھے یا ترک کرنے والوں میں۔ مقتدرِ مطلق ہے
 سلطان سے پہلے صریح لوگوں سے نہیں آواہ میں زیادہ تر وہی
 صریح ہوں گی جن کے منوں نے ان خلیفہ کے ہی سے من ہوا چاہا
 وہاں کا نام میں یاد میں؟ (طرحِ احکام ص ۱۹۹)

یہ بھی وہی جواہر ہے جو قاتلِ عمارؓ کی صاحبِ کھاتے قورحؓ پر ثابت
 فرماتے ہیں اور طرحِ احکام نے اس کے یہ اصل و گہرا اہل علم کی خداوندی علی کے
 پہلے پیش کی ہے۔ یہی پڑھیں صریح کو بڑا مانا ہے کہ جیسے خلیفہ نے
 صریح کی بنیاد ہی لکھ لکھ کر دے دی ہے۔ اب ہم عوام کو بھانے
 کے قابل ہیں کہ واقعی صریح کا پس منظر اور پیش منظر فرما رہے ہیں۔ لیکن ایک
 سجدہ اور نہ صرف طرحِ احکام کی جس کے دل میں غریب خدا اور غریب آخرت کے ساتھ
 اسلام اور اسلامی اہل حق سے کچھ بھی نہ مانا ہے وہ جیسا ہے جسے ہاتھ اور لہجہ
 دیکھیں سے کب متاثر ہو سکتا ہے۔ وہ تو صرف یہ کہ کوشاں ہے گا کچھ لکھتا
 جنت کا قورح بن عباسؓ کا صحیح نفس ہماری ہر جگہ صدق ہے۔

تدوینِ حدیث

اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر جگہ میں بعض صوبہ کو تم آپ کی

احادیث کو قید کتب میں دھکر قبضہ کرتے تھے اور متعدد صحیح اور ضعیف احادیث
اس کے ثروت پر موجود ہیں لیکن محدثین کی ایک جماعت میں یہی تھی جو آپ
کی حدیثوں کو زہابی یا دیگر کئی نسخی اور چارچرخ کی کسی طرح ہی سے لوگ بھی احادیث
کو نقل یا کریں۔ یہ طریقہ بعض متبعین میں رائج تھا لیکن جب لوگوں کی بہتوں میں
اسی سورہی کے جذبہ میں کوتاہی کا سلسلہ شروع ہوا اور انہم کو اس کا خطرہ بھی
چلا کر کہیں یہ فحش و افرو اور دوستی عقلی خلاق ہی نہ ہو جائے تو انہوں نے احادیث
کو کھڑکھڑکانے کو چھوڑ دیا اور حقیقت یہ کہ سب سے پہلے ہر شخص نے اعتقاداً
و حقاً، قرآن و حدیث اور سوا حق ایک امر شریف ہوا تھا اور حدیث کے اپنی
لکھے کہ سب کے لئے طریقوں کے نزدیک اہل کے حوالہ خط بھی تھا چنانچہ انہوں
نے انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ حدیثیں یاد کیں اور پھر وہ دوسروں کو یاد کرائیں
اور وہ لکھے کہ اس پہلے پسند نہیں کرتے تھے کہ اس طرح یہ لوگ محض کتابت
پر آکر ان کے خط میں کسی چیز سے کہیں غافل ہی نہ ہو جائیں۔

[illegible]

قال العلماء وهو جليل من أصحاب
 ائمة اربعين كتابه الحديث واستعمل
 ان يرفعه منهم فقط كما هنا
 حفظاً لكن لما تضمنوا فيهم عيسى
 وائمة منيع العلم وقوة النقل
 من دون الحديث من شهاب
 القمى على رأس ائمة عصر
 عشرين عبد العزيزين كما ذكرنا
 في التصنيف، وحصل به ان
 خبره غير خلاف الحجة
 وفتح اربع مائة وفتح مصر

علم فرائضی کہ صاحب کرام اور عیسیٰ
 کی ایک جماعت میں کوہستہ میں گئی
 تھی کہ حدیث کی کتابت کی جیسے وہ
 اس کو اپنے کتابت کی کہ حدیثی ذہانی وار
 کی ہوئی جیسے کہ انہوں نے لڑائی وار
 کی تھی لیکن جب لوگوں کی مشیقم ہو گئی
 عداوت کی کہ وہ لوگ اس پر ان کی
 علم حاصل کی وہ ہوا کے تو ان کے علم
 متکی کیا اور سچے پتہ اس کی توجی
 یہ کہ ان کو یہ شہاد ہوئی تھی کہ
 وغیرہ اور شروع ان کی ہوا ہوئی تھی
 روایت یہ تھی کہ ان کے علم ہوا
 بحدیث ان اس کے بعضی کتابت

اس سے معلوم ہوا کہ صاحب کرام کا یہ گواہی ہے کہ کتابت حدیث کرنا
 ذکر تھا، حدیث کہہ کر مکرر تھا بلکہ وہ حدیث کو ثابت کہتے ہوئے اس
 کا اور ان تھا کہ جیسے ہم نے حدیثی ذہانی وار کی ہیں اس طرح لوگ بھی بہت
 ذہانی وار کریں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قدس حدیث کی تحریک احسن القوی
 ہی نہ تھی اور نہ خدا کا ارادہ تھی بلکہ اس میں تفریق اور برقی حاصل کرنے
 سکے تھے جیسا کہ بعض خط کہ لوگوں نے بلا اور یہ کہ رکھا ہے بلکہ یہ
 قدوسی حدیث غیور و شد حضرت ان کی عبد العزیز مکتوبی کے نام سے
 مکتوبی طریق ہوئی تھی بنامی بنامی پر توجہ صاحب کا یہ گواہی ہے کہ

تقریباً تمام اہل سنت والجماعت متفق ہیں۔ یہی وہ ہنگامہ ہے جس کو شیخ زادہ حضرت مولوی عبدالحق کی طرف سے دعویٰ حدیث کا فریضہ پہنچا ہے جو اس نے نہایت کوشش اور کوش اور پوری دیانت داری سے انجام دے کر تمام امت موجودہ سے درخواستیں حاصل کی ہیں اور جو تمام حدیثیں کو جمع اور فہم و عقائد کے ہیں مسلم اور غیر شیعہ کے یکساں ہیں۔ ان کے بارے میں شاید نامی شخص تھا اور وہ خود الزہری علیہ السلام کی حدیثیں بھی تھے۔ ان تمام امور کو ذہنی طور پر سمجھنے کے لیے آپ حق حدیثی صاحب کی بے شکلیں اور وہ ان کو برائیاں بھی ملاحظہ کریں جو حدیث میں کاسداتی ہیں۔

بک راہوں جنوں میں کب کب
کچھ نہ بکے منہ کے کئی

کہ دران کو تمام زہری کے اکابر میں شاید نظر آسکے اور ان حدیثی اور اسلامی کی واضح تر فہمیں پر ان کی نگاہوں سے ہے۔ اور ملاحظہ کیجئے کہ حدیثی صاحب کی طرح علم و پاری کی طرح خود مانتے اور خود توشیہ گھڑیاں بنا کر ان پر چڑھتے ہیں۔ مگر حدیثی اور حدیث کی گھاٹیوں کے قریب نہیں پہنچتے۔ یہی حدیثی حدیث کے ناگہم حال اور عالم طہات۔ خواہ سہ۔

یہ بار ہے کہ یہ وہی حدیثی صاحب ہیں کہ جو نہ چکھتے ہیں کہ

”ہن رہاں کی کوئی گھاٹی غلبا مجھ سے چھوٹی نہیں ہے“

(مقام حدیث جلد دوم ص ۱۲۲)

دیکھا آپ کے کہ عقائد ہیں اور عقائد ہیں یہی چیز و غیر مسلم تقابلی و جہل اور واقعین طہات و حدیث کی گھاٹیوں سے تنہا صاحب کی کس طرح نظر چوک گئی ہے۔

۴۔ سفید گھوٹ۔

تتہ صاحب لکھتے ہیں کہ خطہ سوزانی حدیث موضوع اور منکر و مبطل صحیح حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ (مقام حدیث، جلد دوم، صفحہ ۱۷۱)
جو شخص حدیث کے ذخیرہ کو تسلیم نہیں کرتا اس کو موضوع اور منکر و مبطل اور منافقین و کفار کی ساری کتاب قرار دیتا ہے تو اس کو اپنے اس خود ساختہ کادھک تختہ اس حدیث کو بھی موضوع اور منکر و مبطل ہی کہنا پڑیگا۔ بحث اس سے نہیں ہے، اور نہ ہم اس بحث میں اس حدیث پر ان پر کوئی گرفت کوٹتے ہیں۔ بحث صرف اس سے ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ حدیث سوزانی حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے، حالانکہ سوزانی اذیت اللہ کتاب و عقلہ صفاً، لا صحیح مستور کی مرکزی کتاب جلد دوم صفحہ ۱۷۱ میں موجود ہے۔

۵۔ منہ الخ

تمام محدثین اور محدثین اس طرح متفق ہیں کہ منہ الخ صحیح ہے۔ اور انہوں کی تصنیف ہے، جس میں بقیہ جہان (القول المستشہد بہ) اس جہان حدیث میں، جو منہ الخ بصرف حدیث، اختہ اور دیگر تمام علوم میں یکجہتہ رد گاتھے نیز مستحق قرآن میں بڑے جہاد و جنگ سے تین حکوموں کی طرف سے کم و بیش ایکس سال علم کہستم بھی لکھتے تھے اور بہا و اوقات یہاں تک آئے کہ لوہاں کا لگا کہ سدا بہاں میں خون آلود ہو گیا مگر اس حالت میں وہ باطلہ نواز پڑھتے تھے۔ اس وجہ سے بھی لوگوں میں ان کی قیامت اور ان کی کایہت کی قدر و منزلت اور بڑھ گئی۔ لیکن تتہ صاحب یوں منہ الخ کہتے ہیں کہ :-
”مخلات منہ الخ صحت کے یہ ایک خاص اجماعی ساری کے تحت جمع کی گئی اور اس کے جاحین کی عرض یہی تھی کہ اس کو جس طرح بھی ہو

خاص نام احمد کی تاریخیت ثابت کر کے یہی اور اس کا جہان نام احمد کی وفات
 کے بعد ہی سے نہیں بلکہ قبل ہی ہے کہ اس کی گواہ فقہین کے وقت ہی سے
 اس کی تاریخیت واضح میں رہی گئی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب: (مخطوطات خطیہ و مطبوعہ)

یہ ہے نام احمد ابن حنبل کی حیثیت اور پندہ اشیں کا اہم کرنے کی وہ
 لا جواب دلیل اور برائی اور معجزہ حدیث کے عروا ابن احمد فوری نقوش
 کی ہے۔ جی سے احمد ابن حنبل اور حنفی کی نقاب کوئی گمان نہیں چھوٹی۔ اگر
 معجزہ حدیث کے بڑوں کا یہ عالم رہا تو
 کار نقوش نام غلامو شہ

۱۔ تفسیر ابن جریر

نام احمد ابن حنبل اور احمد ابن حنبل کا اس کی تالیف ہے کہ
 تمام تفسیروں میں نام ابن جریر طبرانی کی تفسیر و تہذیب کے اور معتبر ہے اور
 وہ بہت بڑے پایہ کے محدث و مفسر اور نام تھے۔ چنانچہ نام خطیب نے لکھا
 ہے کہ "وہ تفسیر اؤثنتہ العبد تھے اور اسی کی تفسیر فیض لے ہو سکے تھے"۔
 (تقدیری ۲۲۰ - ص ۲۲۱)

علامہ ذہبی نے کہا کہ اس نام احمد تفسیرہ العبد بعد از علامہ ابن حنبل
 تصانیف کثیرہ لکھتے ہیں اور نقل کرتے ہیں کہ وہ بڑی معرفت اور فصاحت کے
 مالک تھے۔ تمام علوم میں وہ پختہ معاصرین پر قابض تھے۔ اقوال صحابہ و تابعین
 کے بارے میں وہ بخیر نہیں لکھتے تھے۔ نیز لکھتے ہیں کہ تفسیر ابن جریر میں کئی
 تفسیر آج تک نہیں ملتی گئی: (تفسیرہ العبد جلد ۲، ص ۲۲۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ تمام تفسیروں میں صحیح ترین اور قابل اعتماد

۱۵۹ مائی صاحب المسترشعہ لا یضیع «فیہ عمدۃ التوفیق»

یہاں کے قریب شیعوں کے اصحاب اربعہ کی مسند کا کتاب تفتیح منشی الفضل
جلد صحت میں ہے اور وہ سنی اور ائمہ صاحب شیعہ مزی لکھتے ہیں کہ ۔

المطبع المکرم ابو جعفر محمد بن جریر طبری کاظمی، صاحب مزی و قسم تبرہوں
کا کتاب خود اور فکر ساختہ گفتہ کہ قریب کے ازبندگان صاحب دست اکثر
اعظم مزی المکرم و فکر و حدیث جودہ و توفیق محمد بن جریر طبری صاحب تبرہ
صحت، چنانچہ حضرت علی بن ابی حمزہ ثمالی نے یہ قسم فرمادی کہ کتاب فہرست ہاں تصنیف نمودہ زید کا
صاحب آریخ مشہور از علماء اصفہان ہے صحت ۱۵۹

(مجلس الاذنیہ مطبع اربعہ)

عزیز کیا آپ نے کتب خیر مطبعی محمد بن جریر نامی دو شخصیتوں کے قائل ہیں کہ
تصریح کرتے ہیں کہ ایک ثقیل ہیں اور وہ حاکم شیعہ ایک شافعی مسلک میں
اور وہ سوت نامی۔ ایک مجتہدین کی فہرست میں ہیں اور وہ سوت فرمودہ ہیں کی
میں۔ ایک حقیقت اور حقیقت مشہور ہیں اور وہ حاکم شیعہ و غیرہ مگر تعجب ہے
کہ حاکمی صاحب کے نزدیک اگر دونوں ایک جہت میں ہیں، بقول کے ۱۵۹

چنانچہ نگاہ بعد از انسانی در حکم خود رکے

لیکن چونکہ سنی حدیث جب تک تفسیریں جریر کی بھاری چٹان کی کہتے
سے نہ ہٹا دیں، قرآن کریم کی اس آئی تفسیر نہیں کہہ سکتے اس لیے انہوں نے
اس کا بھی انکار کیا کہ اس جریر شیعہ ہیں، چنانچہ تمام صاحب نے ابو جعفر محمد بن جریر
طبری کا ایک مستقل عنوان قائم کر کے سب سے پہلے اور سب سے پہلے حضرت کی تفسیر
دی ہے اور اگر شیعہ اور بعضی ہیں جریر کہ بعض اپنی کلامت سے گفتہ کہ کہ
طبری کی طرح ایک جہت کرنے کی بجائے کوشش کی ہے اور اس میں

[illegible][illegible]

حضرت علیؓ نے اپنے اس مختصر بیان سے اس کا جواب دیا کہ میں نے جو کچھ
 فرمایا ہے اس سے کہہ دو کہ آپ نے اس سے کہہ دیا ہے کہ میں نے جو کچھ
 فرمایا ہے اس سے کہہ دو کہ میں نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے کہہ دو کہ میں نے جو کچھ
 فرمایا ہے اس سے کہہ دو کہ میں نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے کہہ دو کہ میں نے جو کچھ

(continued)

[illegible]

تعمیر کے لیے ایک سو اسی لاکھ روپے کی رقم کی ضرورت ہے۔
 اس رقم کو دو سو اسی لاکھ روپے کی رقم کی ضرورت ہے۔

قرآن کے اس نسخہ کے اعتبار سے جو ہر ایک تفسیر و ترویج میں ہونا چاہئے۔ جو عربی تفسیر
مصر اور بغداد، شام اور ہندوستان، عرب و غیر عرب ملکوں میں پڑھائی جاتی ہے۔
اسی قرآن کا ترجمہ خواہ وہ عربی ہی ہو یا ترکی میں یا ہندی میں یا عربی میں یا
گرم یا شیش ایک جیسا ہونا چاہئے۔ یہ فعلی ایک ہی پانچ جہان کی دوسری
نسخہ کی پانچ جہان کی ہے۔ (طبع اسلام آباد ۱۹۷۲ء مولانا شبلی)

الحاصل مگر یہ حدیث کی خود بخود منطق کی مدد سے دوسرا کاغذ ہے
تفسیر کا اور کسی زبان کا کوئی ترجمہ ہی نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی ترجمہ ہے تو یہ
اپنا قرآنی دائرہ نگاہ، میری دعوت اور میری قرآنی بصیرت، اپنی سب سے بڑی
چیز کہ خدا کی عینیت ہے۔

یہ ہے وہ نظریہ مانتی، جس کے لیے مگر یہ حدیث شریفہ کے خلاف
مقتضات اور قیود عینیت کے ہیں۔

نما نظریہ ہے مگر نسبت پر مبنی

یہ وہ ہے کہ قیود اور شاخیں نے بھی اس وقت کوئی عینیت کے
باعث میں کہ شاخیں اور جذبات عینیت کے ہیں۔ طبع اسلام آباد ۱۹۷۲ء
دوسرے ٹیکہ ہے کہ ان کو طبع عام، نظریہ اور غذا معلوم کیا گیا خطا ہے کہ ان کے
مضامین میں کوئی کام نہ ہو۔ ان کے اپنے کے اپنے ہے کہ اس میں کوئی کام
متفرق نہیں بلکہ ہر ایک کے اپنے اپنے مضمون ہیں اس نظریہ میں۔ اور ان کے
نے اصولی حدیث کے ہیں۔ ان کے اس حدیث پر اپنی دانست کے مطابق
کوئی عمل اور فنی تشبیہ کی راہیں ہیں۔ کہ کام کیا ہے تو طبع اسلام کے
نہ ایک وہ بھی ان کی پہلی کے ہیں۔ مگر جو ان کی تمام زندگی ہی حدیث کی
نظریہ ان حدیث اور اس سے غرض پر مبنی و متبادر کے نسبت پر جو ہے کہ

سود سے پیدا کرنے کے لیے ہی کوئی ذرا گنہگار ہو۔ جیسے حضرت امام ابوحنیفہ اور
 حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور اس طرح وہ لوگ ایک لاکھ پچاس ہزار
 تھکن کوئی بات ہے اور اس پر شکر حدیث کی گواہی کو گواہی دیتا ہے۔ اس کے
 پرکھنے کے بعد وہ مستحق کو کم کی بعض ذاتی اور مالی کوتاہیوں کو دیا اور پھر چھاپ
 کر وہ لوگوں کو ان سے محض اس لیے ہٹا کر کہتا ہے کہ لوگوں میں وہی لوگ اور وہ
 انسانی کمزوریوں کے دین کے لحاظ سے جانتے ہیں اور جب عوام میں ان کی فکر
 ختم ہے گی تو ان کے پیش کردہ دین اور حدیث کی کیا وقعت رہی ہو سکتی ہے؟
 اور جب ان کو صحیح دین کی باخبری سے ملک کو رہا گیا تو پھر ان پر کیا اعتماد اور ہمدردی
 کیا جاسکتی ہے؟ بقول انکم۔

حرمِ مکی کا ہندوؤں میں سب ہندوؤں کا
 جو دار و درمیں تھا وہ باغیہ بن گیا

طالع اسلام

اس وقت جو زمانہ اور زمانے پر دستِ بزرگ تمام حدیث کو لائق اور قیاسی قرار
 دیتے اور ان کا جو وہی حق و حقیقت کے مقابلے کے لیے ہیں، ان میں طالع اسلام
 پیش پیش ہے۔ اس نے حدیث کو رد کرنے کے لیے وہ تمام احتیاد اور اوزار
 اختیار کر لیے ہیں جو کسی وقت حیوانی، انسانی و معتزلہ ناجہبی اور جسے ہی دیکھ
 داخل ہو گا وہ فرقے اختیار کر چکے ہیں۔ سو تو تو قسم ان کا بیج کر دے ہیں البتہ
 تعمیر ان کی یہی ہے۔ یہ لاکھ لاکھ ہے کہ

انہیں کے مطلب کی کڑواہوں نہیں میری ہے بات ملتی
انہیں کی عقل سنو انہوں پر غلبہ ہے راست ان کی

۱۔ طلوع اسلام کا اسام

اس میں کوئی شک نہیں کہ حق قرآن کے بجلا کا ایک با سبب عمارت کی
نفاذیت پر ان بارگاہ کی خواہشات اور مطالبات پر عمارت کی ہے کہ وہی ہیں ؟
اور ہر دور اور ہر زمانہ میں ان سے اسلام کے مطالبات کو نقصان پہنچا رہا ہے مگر
ہاں ہر عمارت کو اس میں خدا خوف، نیک و شریف باخلاق، حسن کردار اور صحیح معنی
میں اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ اور ان کے نام بھی ہے ہی اور ان کا شائبہ بھی
موجود ہے۔ ان میں سے بعض کی عملی زندگی خود کوئی ہی پرست کیوں نہ ہو اور
اس کی جتنی بھی خدمت کی جانتے یا کل پہلے ہے مگر توحید و رسالت، ہر مذہب و مصلحت
مختارہ و اعمال، باخلاق و صالح، اور روزگاری، ملا اور روزگار اور نیکو، قرآنی
اور حدیثی فطرت و اخلاق، بیچ اور ہمارے، عقل اور جسم و خیر و خیر و احکام و مسائل
اور اسی طرح اصول اور فروع اسلام کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں، سچ کہتے ہیں۔
ایک فرقہ دوسری تو دوسرا، ایک طائفہ اگر یہ حق نہیں دیکھتا تو دوسرا ایک
گروہ سے اخلاقی پہلے تو دوسرا، ایک ملک کو نظر انداز کر بیٹھے تو دوسرا
معرض قدر مشترک کے طور پر اسلام نہیں ہیں جائز ہے اور وہ جو کہتے ہیں،
دوست اور بہا کہتے ہیں، اگرچہ حق میں سے بعض کہتے ہیں اور کہتے ہیں مگر
زبان اور مذاق ہے کہ مروجی جو کہے وہ کہو، اور جو کہے وہ نہ کہو۔ یعنی اس کا
عمل اگرچہ غلط ہو مگر اس کا قول درست کیونکہ اسلام تو ہر مصلحت اور ہر کیفیت نیک
ہے اور شوریہ ہے کہ

وہی حق کو خدا کا کلمہ

مگر طوارع اسلام کا فیصلہ اس کے داخل پر موقوف ہے۔ وہ چار اقسام کے
 ہیں، جو تفریق فرقہ و مذہب، اور ان کے علاوہ حق اور غلط امور کے
 پریشانیوں کے واسطے کہ طوارع اسلام کے ہے۔ چنانچہ طوارع اسلام بڑی بے باکی
 سے یہ لکھتا ہے کہ :-

”جو کہ اس وقت اسلام کے صبر کے شیعہ ہے، وہ اسلام نہیں ہے
 اور جو شیعہ اسلام ہے، وہ لوگ بھی اسلام کہہ کر پکے نہیں بیٹھ
 جو وہ اسلام کے علما ہیں، وہی وجہ کہ ہم شروع سے کہتے
 تھے آج بھی کہ جب تک کہ اسلام کا ترہن بجا رہے گا صحیح
 اسلام کا منہ نہیں کھلیں گے۔ اس لیے کہ خواجہ غلام
 احمد کو اسلام کے شیعہ ہے۔ وہ کسی شخصیت میں نہ تھا نہ کسی
 اور منہ کو اسلام تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا (اس میں دیکھی
 فریق کی شخصیت ہے نہ کسی جماعت کی۔ نہ کسی ملک کی نہ کسی
 کی۔ خواجہ ہیں جس سے اس اسلام کا ورثہ اور خلافت ہے جو اسلام
 نہیں ہے۔ لہذا اس سے یہ توقع نہ کیا کہ وہ صحیح اسلام کا منہ کھلیں
 کرے گا نہ قریب ہی، نہ کہ اسلام شخص تک پہنچے گا نہ کہ اسلام
 نہ کسی شخص تک اور شیعہ اسلام وہ تھا جسے قبول کرنے کا کوئی
 آپ جب تک کہ اسلام کے دائرے میں پھرتے رہیں گے
 اسلام کا واضح منہ نہیں کھلیں گے۔“

(طوارع اسلام، ص ۱۱۵، ۱۱۶)

اس واضح عبارت کو بددھن کے اور دیکھنے کو طوارع اسلام کیا کر گیا ہے ؟
 اگر حق کی جماعت کو کسی فرقہ کسی ملک کسی زبان کی شخصیت کی گئی ہو تو

عبادت میں اہل دہا بھی سے کام لیا ہوتا کہ ہر ایک کا طہارۃ اسلیم کسی خاص جماعت، کسی شخص، فرقہ، کسی شخص تک نہ ہو بلکہ ان کے علاوہ اور ملک کے رہائشی کردہ اسلیم سے اس سے بیکر طہارۃ اسلیم جو اسلیم سے ہے اور یہ وہی کھانا ہے کہ تمام عہد میں چیز کو اسلیم کہتے ہیں وہ سوخن میں ہے اور جو تیشی اسلیم ہے جس کی کچھ جھکیاں اس کا کچھ میں قدر میں کرم نہ تھا اب کے نظریات سے لے کر طہارۃ اسلیم کے نظریات تک لفظ کر کے ہیں۔ خاص اس کو اسلیم کہتے ہیں کچھ؟ اگر نظریات اسلیم میں تو دنیا میں ٹکرا کر ان کے نظریات پر کس جاکا نام ہے؟ اسی ہے تو طہارۃ اسلیم خود اس کے پیش کردہ اسلیم کا سر مشابہہ کردہ اس کے پیش کردہ اسلیم سے تشابہہ ہے۔ اور وہ کفر و کلام کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ اس سے یہ حقیقت بھی بالکل آشکارا ہو جاتی ہے کہ طہارۃ اسلیم میں اسلیم کو اس کے ساتھ پیش کرنا چاہتا ہے وہ اس اسلیم کے بالکل نفرت اور اس کے بالکل برعکس ہے جو آج تک کفار میں مروجہ چلا آ رہا ہے اور جس کے علاوہ کلام اور وارث ہے؟ اسے ہی ایسی مروجہ اسلیم طہارۃ اسلیم کے نزدیک اسلیم نہیں ہے۔ بتائیے کہ ایک کا شیخ احتیاء علی اور طہارۃ اسلیم کے اس خود ساختہ اسلیم کیسے قابل ہو سکتا ہے جس کی کئی دہائیوں میں کلمہ ٹکٹ پڑتی ہے خود کلمہ اسلیم تک اور اس کا سر نہ تو کہیں، بھینچ، ایک فریاد کہہ نہ سکتا ہے خود نہ صحت نہ کلام تک اور نہ میں کہ کلامی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت تک پہنچتی ہے جو رب العالیوں کی دینی کے مطابق ایک جامع دینی ایک مکمل شریعت ایک واضح اور روشن مذہب ایک روشن شاہد اسلیم سے جو جو کر کے کر دیا سے کلمہ پڑھنے سے گئے ہیں۔ اور طہارۃ اسلیم کا اسلیم، تو وہ خدا تک کچھ پہنچتا

ہے؟ اور خدا تعالیٰ کی رضا اس میں کتنی شامل ہوتی ہے؟ اور خدا تعالیٰ کی رضا کیا؟
 اس کا جواب یہ ہے کہ اگر طہارۃ اس کا نام ہے تو اس کے ہم خیال مفسرین حدیث کس حد تک تسلیم
 کرتے ہیں؟ اس کا متن اس کا اور حق گوشت میں گور چھپے کہ وہ کیا ہے؟ کھانا
 آدمی اس سے افزاء نکال سکتا ہے۔ نیز طہارۃ اس کا نام ہے اس پر ایمان سے یہ بھی معلوم
 ہوا کہ ان کا مرکز قوت اشخاص کا نام نہیں بلکہ خداؤں کی ایک پہچانیت ہے
 (تعبیہ اللہ) کیونکہ ان کا مرکز قوت تجزیہات کا تعین کرنے کا اثر ہوتا ہے اور
 وہ اشخاص ہیں کا جو وہ ہر فرد کی ہوائی جہاز کے لیے کھانا کا اس کا نام ہے اس کا نام ہے
 کہ یہاں ہے۔ خدا کا نام ہے یہ سنا۔ اس کا نام ہے کہ وہ مرکز قوت اشخاص نہیں ہے
 بلکہ خدا ہی ہوں گے (معاذ اللہ)

طہارۃ اس کا نام ہے اس پر ایمان سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ مفسرین حدیث نے
 ان کے عقائد مختلف قسم کے عقائد قائم کیے ہیں کہ ان کو کیوں کہتے
 ہیں؟ کہیں یہ عقائد ہے کہ وہ کاذب ہیں کہ ہے؟ کہیں یہ کہ وہ کاذب ہیں کہ
 مذہب؟ کسی بلکہ کاشت شری ہے اور کسی بلکہ اس سے
 سادہ فاش کیا ہوا ہے کہ

لے شکاں پر چھ پٹہ دل سے قاسم دیا ہے

غرضیکہ اب طہارۃ اس کا نام ہے عقائد پر چھنے، ان کے عقائد شواہد کی
 نقلیں کیجئے تو معلوم ہو گا کہ کسی کی کسی عقائد اور نالی ہے جس کی عقائد پر چھنے کی گئی ہیں
 اور غرض عقائد کا توڑ دینی کیا ہے اس سے مذہب اس کا نام ہے اس کا نام ہے
 اہل کفر کہہ دی ہے۔ (وہ نہ صرف ہیں)

پھر ان سے یہ چار غلطیاں ہو گئیں

بکے حضرات! ان کو قسے و قصبات کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟

اس لیے کہ جس مذہب کو حق و کیش کرتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہے وہ علم و
 اسلام کے نزدیک اسلام نہیں، بلکہ حقیقی اسلام ہے، لہذا اس کو دیکھنا نہیں چاہیے
 جوتا اور اس کو وہ اسلام کہہ کر پکارتے ہی نہیں دیکھنا چاہیے کہ جب وہ نظریے
 آپس میں تضاد ہوں گے اور ہر ایک کو اس پر ضرر ہو گا کہ دنیا میں میری نظریہ
 اتنی اور ہزار ہے تو وہی سرچ کر آپس میں تعلق ہوگی اور ہر ایک اس نظریہ
 ہو گا کہ میرے واسطے کاوشا بہت جانتے تاکہ میں اپنے نظریہ جانتا ہوں اس کو
 میری الجھن ہے مگر یہ اسلام اور اس کی برکات کے واسطے ضروری
 بلکہ اہمیت ہوتی ہے۔ وہ چارہ صدیوں سے بہرہ رکھنا چاہتا ہے کہ اس
 مانت کر قتلے اور جو امتحانی پریشانیوں کے کبھی پس پشت نہیں ڈالتا۔ اور
 اس سے ہے امتحانی ہوتی ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریق
 کے مرقع پر عمل کے مقام پر چاروں کی تعلیم میں صوفیہ کورس کی صلاحیت سے
 منتہرہ اور اس کے واسطے کی اتنی کرد

”میں تم میں وہ چیزیں پکڑ کر ہلاتا ہوں۔ جب تک تم اس پکا بند
 رہو گے، تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور
 دوسری میری سنت ہے“ (مسند طبری)

اور خیر تہذیب مرقع پر بڑی اہمیت، پہلوی، تجارت اور بارہی سکھانے کی
 صورت کو یہ کتاب ملے کہ

ہم کو طہارہ و عبادت کی تدریس کا عہدہ
 جب سے ہم پہنچا ہوئے ہو تو میری کتاب کی

۱۰۔ علم کے ذرائع

تمام اہل اسلام میں ہر ایک تہذیب و تمدن کے لیے علم کے

فرائع میں جب تک پہلے قرآن کریم اور بعد از شریف شریفیت ہے اور اجماع ائمہ کے بعد الحمد للہ اسلام اور ان کے ائمہ و کفریم کا ایک ذریعہ قیاس اور اجتہاد، اہل علم و فکر عقل و بصیرت ہی ہے۔ مگر علوم و اسلام کے نزدیک ذوق و شریفیت کا علم ذریعہ ہے اور ذائقہ میں کا الحمد للہ و عقلی فکر ان کے نزدیک صرف ذائقہ ہے ہی، چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ :-

”متم نجات کے بعد ہندے پاس علم کے صرف وہ فرائع و عبادت
ہیں۔ ایک وہ دی جو قرآن کے اندر ہے اور دوسرا ان کی عقل

و بصیرت :- (علوم اسلام ص ۳۷۵ رکت پر ششہ)

ظاہر ہے کہ یہاں عقل و بصیرت کا ذکر نہیں ہوا ہے بلکہ اس عقل و بصیرت کا کوئی جو دین میں کام آئے۔ اور یہ دینی عقل و بصیرت ہی صرف وہی معیار کا ہی ہوگی جو علوم و اسلام کے نزدیک معیاری ہو۔ اور وہ نواز صاحب المساب
تقہ عمادی صاحب دین و صاحب عقل صاحب، ڈاکٹر محمد دین صاحب
اور یہی قسم کے مدح و عزت کی عقل و بصیرت ہوگی جن کے کچھ نہ کچھ
اور انی گذشتہ میں مدح و کرم ہے۔ جب ان ہی اہل علم و صاحب علم حضرات
کی دینی عقل و بصیرت کا یہ عالم ہو تو وہاں دوسروں کا کیا چہ ؟ :-
جس کی بشارت ہو اور اس کی طرف رخ ہو

۲۔ قطع :-

قرآن کریم میں چھ مرد و مرد عبادت کی مرقع و ذیعنی اللہ کا بیان
کی گئی ہے مگر علوم و اسلام قطع و کی مزا کے بارے میں اپنی طرف سے ایک
اور یہ مذکور سب قطع یا کسی قرآنی مزا کو دلی جہتی نہیں سے ہونے کی فکر
میں ہونے ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ :-

تَسْلِيًّا وَتَشْرِيفًا فَاتَّخَذُوا أَنْحُسَاتِمْ حُرْمًا مِمَّا رَجَعَتْ
 كِي تَلْزَمُ بِهِ كَرَامَتُكَ الْاِتِّخَاذُ وَجَمْعُ نَعْيٍ كَمَا سَبَّحَ
 قَطْعُ يَدِ كَيْ مَعْنَى يَحْصِي عِلَاقَتَهُ بِدَاكِرِيَا جَمْعُ نَعْيٍ كَيْ
 اِتِّخَاذُ حُرْمَةٍ سَبَّحَ رُكْبَانِيَّةً اِذَا رَجَعَتْ اِسْمُهَا اِذَا رَجَعَتْ

شکوہ کنیہ حفاظہ برادر پڑھنے اور طہارح اسقام سے پہلے کر یا سن کوئی
 جنوں نے قطع یا کا مَعْنَى یہاں کیا ہے کہ جیسے عِلَاقَتِ دِیَا کر دیا جس سے
 اُن کے اِتِّخَاذِ حُرْمَتِ سے رُکْ بَانِی ہوا پھر مَعْنَى قُرْآنِ کَرِیم کے نفوت سے
 کھول میں ہُوَ قُرْآنِ کَرِیم کا مَعْنَا ہے کہ میں کا پند ہونا اُت سے ہونے اور
 اَلْاِتِّخَاذُ اَلْاِحْاطَةُ اَلْکَوْنِ لِمَا سِوَا اِلَہِی ہونے یا اُس کا اِتِّخَاذُ اَلْاِحْاطَةُ
 یہاں یا کر اُن کے لیے جیسے عِلَاقَتِ دِیَا کر دیا اس کے اِتِّخَاذِ حُرْمَتِ سے
 رُکْ بَانِی مگر شہادت شدہ حُرْمَتِ کی مَرَا اَوْ مَرَفَہ یہ عِلَاقَتِ دِیَا کرنے ہی
 نہیں بلکہ اس کی مَرَا اَوْ مَرَفَہ قطع دوسرے اور اگر مراد یہ ہو کہ اس جگہ سے مراد
 وہ شخص ہے جو حُرْمَتِ کے نیچے ہو مگر ابھی تک اس نے حُرْمَتِ کی نہیں تو یہ
 بتلویا ہونے کہ قُرْآنِ کَرِیم نے اس کو اَلْاِتِّخَاذُ اَلْاِحْاطَةُ اَلْکَوْنِ لِمَا سِوَا اِلَہِی کے لیے
 شخص کی مَرَا قطع دیکھوں مَعْنَا کی ہے جس نے ابھی تک حُرْمَتِ کی نہیں کی بلکہ اس
 اس مَعْنَا کو کہ جس نے قُرْآنِ کَرِیم میں اَلْاِتِّخَاذُ اَلْاِحْاطَةُ اَلْکَوْنِ لِمَا سِوَا اِلَہِی
 کیا ہے اور پھر اس کی مَرَا قطع دیکھوں کہ جو مَرَا اَوْ مَرَفَہ کی بات ہے کہ نہ ہوگا
 شکیان اس امر پر کہ خود حُرْمَتِ سے بھی کہ ذاتی حُرْمَتِ کی مَرَا اَوْ مَرَفَہ اَلْاِتِّخَاذُ
 سے نہ ہے صرف اِلَہِی عِلَاقَتِ ہی ہے مَعْنَا کے مَرَا اَوْ مَرَفَہ اَلْاِتِّخَاذُ
 کوئی بہت طہارح اسقام ہیں مَعْنَا ہے کہ ۔

• • • اَلْاِتِّخَاذُ اَلْاِحْاطَةُ اَلْکَوْنِ لِمَا سِوَا اِلَہِی کی کیا ہے مَعْنَا ہے

راشدہ کا افعال ظنی ہونے کی بنا پر ہی نہیں، بلکہ اس کی کسی جگہ کوئی خیال اور
 صواب و یکے جہت پر مبنی ہے، و بہت ممکن ہے کہ اس میں بھی ہر زمانے کے تقاضا کا
 دخل ہو۔ کسی زمانہ میں سوچنے کی چیز میں اضافہ کا ہونا اور کسی دوسرے زمانہ میں ہٹا
 جانے کی چیز میں بھی اس کی طرف دیکھنے کی اس کے زمانہ کے تقاضا کے مطابق
 کھلنے سے اضافہ کا ہونا اور کسی گہنی میں ہٹا دینا وغیرہ سے۔ اور اگر کسی نے یہ سوچا
 چندی کا انتخاب کہے تو اس کا پہلی ہی چیز میں اضافہ کا ہونا ہوتا ہے۔ بقول کے
 پہلی چیز پہلی چیز ہے، کیونکہ اس نے خدا کی کتاب کی ہٹ ہٹ کر اس کا اٹھانے
 اور ہٹانے کی۔ اور اگر کوئی دوسرا آپ ٹیوٹ قسم کا کوئی چیز ہی کہے تو اس کو
 پہلی چیز پر چھوڑ دے، اور اس کے لئے بعض کی بصیرت قرآنی کے تحت جانے
 صحت پر دیکھ کر اس کے اضافہ چیز سے تنگ ہائیں، اور ان کے ہٹا دینے کو
 سکے، آخر خود طبع اس میں کوئی بات ہے کہ۔

قرآن کریم میں عام طور پر دین کے اصول بیان کیے ہیں، ان کی بڑی بہت
 متفق نہیں کی گئیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کے اصول
 تو ثابت ملک کے لئے ہیں، لیکن ان کے لئے ہیں، لیکن اس سے چندی وغیرہ مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ اس کی سزا بعض
 کے نزدیک قلع و غنیمت دیکھ کر دین صحت پیدا کر دے کہ اس کا
 اضافہ چندی سے تنگ ہائیں دیکھ کر اس میں تہذیب و تمدن کا تقاضا
 ان کی ہے، مثلاً ان میں اصول کی روشنی میں جو چیزیں
 متعلق ہوں ان میں مختلف نظروں کی ضرورتوں کے مطابق تبدیلی
 ہونا چاہئے گا، و غرض طبع اس میں دیکھ کر ہٹا دینا،

لہذا چندی کی چیزیں اس تقاضے سے کہ جو خدایہ ہو چکی ہیں، ان میں

تغیر و تبدل سے اکثر کیا چیز واقع ہے؟ انکو یہی کہ انصاف سرفراز سے متعلق جنسی
اختلاف اور بعض بعض شرعی خواہش سے چھڑکا افتراء کا گنہگار اعلیٰ ذراع نہیں ہے
وہ مفلوج عن کشف ہے۔

سہر قمرانی

عاجی اور عزم کی خصوص قرآنی کے علاوہ عام قرآنی کا ذکر بھی قرآن کریم میں
موجود ہے۔ جس میں دو قول عام کی کوئی قید ہے اور عزم کی فضیلت لفظی و کلامی
پس آپ اپنے باب کے لیے غدار پڑے اور قرآنی کیجئے اور جو حکم آنحضرت صلی اللہ
عیدہ واہم وسلم کو ہے وہی آپ کی سنت کو ہے۔ (آئیہ کہ انھیں کا کتبہ صریح اور
صریح قرینہ موجود ہو اور یہاں کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔ اس مطلق قرآنی کہ جنسی
خواہشات کی ذمہ داری میں بھڑکانا کہ انصاف سے ہے؟ اور یہ وہی کہ تسلیم بھی
کون کرتا ہے؟

قرآنی کے ثبوت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ واہم وسلم سے قولہ "انفعہ"
مترادف ہے کہ صحیح حدیثیں موجود ہیں اور حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ واہم وسلم دس سال میں طہارت میں تھے اور ہر سال آپ قرآنی کہتے
تھے۔ و مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۰۰ (۱۰۱) اور تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق رہا ہے
اور اس لئے کہ نہ مذہب میں بھی وہ اس سنت کو گناہوں کی تعداد میں داکر لے
ہیں۔ اس سے زیادہ کثرت ہم اس مقام پر نہیں کہتے کیونکہ ہم نے اس پر
کہ آنحضرت و اہل بیتؑ و صحابہ کرام علیہم السلام نے قرآنی کی ضروری کثرت اس میں
ملاحظہ کریں۔ لیکن طبع اس قسم کا یہ بے بنیاد افتراء بھی ملاحظہ کریں جو قرآنی کے
متعلق وہ کہتا ہے کہ۔

۔ پھر یہ سچا نہیں بتاتی ہے درجہ پیر کوئی ذہنی اور بدجہنی تاریک

ہمکی، اسد ہی کہتا ہے کہ اس کے سر پر شعلہ ہے، عقیدہ کہ خود بول
 لکھنے بھی یہ نہ تھا تو میں قرآنی نہیں دیکھ سکتا۔ میں سننے پر
 حضور ایں صل خود تشریف لائیں گے لیکن یہی طرف سے کہ
 جانور امیر کا وہاں حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ کر رہے کہ وہاں
 میں کہتے باقی۔ ان کے صل حضور خود گئے یہ تشریف سے
 گئے اور وہی جانور نہ گئے۔ اور یہ کہ قرآنی دینا نہ حکم خداوندی
 ہے اور نہ مستحب اور یہی اور نہ ہی مستحب تھی۔

(طہارۃ اسدیت شہر ۱۳۳۹ھ)

علاحدہ کیا آپ نے کہ طہارۃ اسد کے کس دعوہ دینی ہو کس ہے ہاں سے یہ
 خاص یہاں اور سطح جھوٹ قرآن ہے کہ یہ کہ قرآنی دینا نہ حکم خداوندی ہے
 نہ مستحب اور یہی اور نہ ہی مستحب تھی۔ اور طہارۃ اسد کس ہدایت کے ساتھ
 اس سے یہ ہے بنیاد و دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہی
 عہدہ فقیہ میں قرآنی نہیں دی۔ **لَا يَكُنْ فُقُوءًا اَللّٰہُ شَیْءٌ کَمَا یَہُیَہُ** کہ
 چہ دعوہ اسے دعوہ ہے کہ جگہ چہ دعوہ

آپ نے طہارۃ اسد پر ہدایت کس طرح اسد کے ایک ایک حکم کا ذکر کرتے
 ہیں اور کس سے ہاں سے انھوں نے تعلیم پر تواتر تعالٰی کا انکار کرتے ہیں اور اس پر
 لگاتے ہیں کہ وہ اسد کا دشمن ہے اور یہی اسد کی پیش نہیں ہونے دیتا
 اور بصری قرآن و جناب پتہ صاحب، نیاز صاحب اور اسی طرح کے
 دعوہ حضرت اسد کے دست میں دے دے انکار ہے۔ علاحدہ کیا آپ نے طہارۃ
 اسد وغیرہ کے اس پیش کردہ اسد کو فقیہ کو اسد کہے: لیکن اسد کا
 کہیں اس سے ہے؟

بُوندِ غلوت ہی جو نازل ہے نہیں کسی سے وہ پست ہوتے
کبھی گھٹے بھی جو وہ زمین پر تر مشعلِ لوحِ فلک ہے ہی

۵۔ وہی

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کے احادیث کی
تبادل کی ہے، قرآن کریم صحیح اور صحاح و حدیث اور احکام و روایات اس پر احکام
و احکام ہے۔ سورج کی روشنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس انداز
و درجات میں دیا ہے اسی انداز سے وہ اس کا ذکر بھی ہے کہ۔

وفاکو نورانی ہے وہی انکس۔ ہیں اس (اللہ تعالیٰ نے وہی

گیسی پہلے بندہ کی طرف سے بھی دیکھی !

حرفت اس کے کرم میں ہے کہ ہر نام کے طور پر یہی کیا گیا ہے۔ اس وہی
کا ہر ایک پہلے دے دے دے کے عہدہ ہو کر نہ کر سکتا ہے؛ اور اس کے عہدہ
میں تو سب سے زیادہ قرآن کریم کے عہدہ وہی آپ پر تبادل ہوا ہی
اس کا انداز کہ آفتابِ نیم روز کا انکار کرتا ہے۔ اس کی مشعل کی روشنی اوتی
مائل میں نہیں ہو سکتا اور نہ کسی ہوا ہے۔ مگر طمع اس میں کہتے ہیں کہ۔
قرآن نے ہر دور اس کی تصویر کی ہے کہ وہی اللہ ہے جو اللہ تعالیٰ
ہوئی۔ وہ سب قرآن میں ہے۔ قرآن کے ہر کلمے میں وہی ہے۔

(تکمیل ہر شاخہ و قول ص ۱۱)

طریق اس میں اس کے اتباع و کتاب سے ہم پہنچتے ہیں کہ اس کے
خداوند باطن ہر عہد کے مطابق تو قرآن نے ہر دور اس کی تصویر کی ہے کہ
سے صرف ایک ہی تصویر دیکھتے ہیں۔ وہ تو کشیدہ ہر دور ہر دور
کی باتیں ہیں قرآن میں اس کی تصویر ہو کہ وہی اللہ ہے جو وہی تعالیٰ ہوئی

ایک ہے؟ ان قدر و فہم کی طرح سب مغربی سریش پر اور خصوصیت سے غور
 اس صریح و صریح شکایت چاہیے کہ اگرچہ یہ نہیں کہ جس کی طرف زیادتی نسبت کریں
 کے دکھوں سے جنگل کے اندر اس ہی جوتے ہیں کہ تقدیر کا حقیر و غیر اسلامی
 اور غیر قرآنی بلکہ جو یہ و حقیر و سید (معیار ہاں)

کدھن کریم! آپ کا اچھا چلن غور کرنا کہ یہ اگر مغربی سریش کا پڑش
 اور دعوت الی القرائن کو صرف ایک مذہب اور باندہ بنا چاہتے ہیں، الی الخ
 و صبح کے بیشتر حکم اور ان احوال و حقوق کا اندازہ کر کے ان کی بلکہ ان میں خود
 غفلت کی توجہ ہے۔ یہ ہیں! ان باطل سے باطل نظریہ کریں اگرچہ غافل
 پہلے جوتے طریقہ پرش و کیا بتائے کہ اس کہنا کرتے ہے! اس سے
 کامیابی نہ دی اس پر صرف ہوتا ہے کہ سریش دین نہیں ہے۔ تمنا سیر کا
 اکثر جوتے بلکہ ہر وہ ہے۔ تا اس م کا دشمن ہے۔ ہم قرآن کے داخلی اور
 بیشتر و دھیر و دھیر و۔ لیکن کہ کوشش نہیں پڑی نسبت نہیں ہے۔ وہ دین
 میں قرآن کریم اور باطن و اقدس نسبت و قول کی شمع سے کہ ایک بنیاد
 کہتا ہوا اپنا قدم منزل کی طرف بلند بنا ہوا ہے۔ اسے اور اسلامی شہر و پگٹے
 ہوتے ملک سے ہیں طلب کیا ہے کہ۔

ہماری منزل اس ہے وہ دشمن ہماری ہیں گھٹے!
 کھینچا کہ قدرتی شگفتہ جب پٹے لگتے ہو پگٹے

ظہر

اس وقت دنیا کو کہ ہم کے عظیم عجب کا جو شہ ظہر ہے وہ کہ کوشش
 انہی اور انہی مسلمان سے لگتی ہے! اس کے پھیلنے اور پھیلنے کے سبب
 یہ ہوتے ہم ان احوال کے ملک ایک بہت بڑا سبب دین الی

The first part of the paper discusses the importance of understanding the cultural context of the research. It highlights the need for researchers to be sensitive to the values and beliefs of the communities they are studying. This is particularly important in the field of health care, where cultural differences can significantly impact patient outcomes. The paper then moves on to discuss the challenges of conducting research in diverse populations. It notes that researchers often face difficulties in recruiting participants and obtaining informed consent. To address these challenges, the paper suggests several strategies, including using community-based approaches and involving local leaders in the research process. The final part of the paper discusses the importance of ethical considerations in research. It emphasizes the need for researchers to follow strict ethical guidelines and to obtain approval from an ethics committee before conducting any research. The paper concludes by noting that while research in diverse populations is challenging, it is also essential for advancing our understanding of health and disease across different cultures.

In conclusion, the paper argues that a deep understanding of the cultural context is crucial for conducting effective research in diverse populations. Researchers must be aware of the cultural values and beliefs that may influence their study and take steps to address the challenges of recruitment and informed consent. By following ethical guidelines and involving local leaders, researchers can ensure that their research is both culturally sensitive and ethically sound. The paper ends with a call to action for researchers to continue to explore the cultural dimensions of health and disease, as this knowledge is essential for improving patient care and public health outcomes.

